227

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 8-اگست 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ داخلہ)

3۔ سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ 2008

229

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 8۔اگست 2008

(یوم الجمع، 5۔شعبان المعظم 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 26 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُشۡرِكُواْ بِهِۦ شَيۡـٔٗاۖ وَبِٱلۡوَٰلِدَيۡنِ إِحۡسَٰنٗا وَبِذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَٰمَىٰ وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَٱلۡجَارِ ذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡجَارِ ٱلۡجُنُبِ وَٱلصَّاحِبِ بِٱلۡجَنۢبِ وَٱبۡنِ ٱلسَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُمۡۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخۡتَالٗا فَخُورًا o ٱلَّذِينَ يَبۡخَلُونَ وَيَأۡمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلۡبُخۡلِ وَيَكۡتُمُونَ مَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضۡلِهِۦۗ وَأَعۡتَدۡنَا لِلۡكَٰفِرِينَ عَذَابٗا مُّهِينٗا o

سورہ النساء آیات 36 تا 37

اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسائیوں اور اجنبی ہمسائیوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ خدا (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتاo جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو (مال) خدا نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہےo

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

نعت ﷺ

زمیں میلی نہیں ہوتی زمن میلا نہیں ہوتا
محمد ﷺ کے غلاموں کا کفن میلا نہیں ہوتا
محبت کملی والے سے وہ جذبہ ہے سنو لوگو!
یہ جس من میں سما جائے وہ من میلا نہیں ہوتا

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پوائنٹ آف آرڈر

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چیئر کی طرف سے سرکاری بزنس کے دوران قرارداد پیش کرنے کی اجازت دینا

راجہ شوکت عزیز بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل میں نے آپ کے Chair سنبھالنے سے پہلے جناب سپیکر کی موجودگی میں اور انہوں نے وزیر قانون صاحب سے رائے لے کر مجھے ایک عام نوعیت کی قرارداد اس House میں پیش کرنے کا موقع دیا اور جسے اس House نے متفقہ طور پر منظور بھی کیا اور بعد میں آپ نے مجھے Rules کو amend کر کے اس کی اجازت بھی دی لیکن میرے فاضل دوست اپوزیشن لیڈر نے جو میں نے اخبار میں پڑھا اور ٹی۔ وی پر سنا کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے دھوکا ہوا۔ کل میں نے صبح اس House کی کارروائی میں Chair سے اجازت مانگی تھی جس پر وزیر قانون سے رائے لے کر ان کی موجودگی میں اس بات کا فیصلہ ہوا تھا کہ سرکاری بزنس کے ختم ہونے کے بعد اگر کارروائی کا وقت بچا تو اس قرارداد کے لئے مجھے وقت دیا جائے گا اور جو وعدہ میرے ساتھ ہوا تھا اس کے مطابق سرکاری بزنس ختم ہونے کے بعد آپ کی طرف سے یہ مہربانی

فرمائی گئی اور اس ہاؤس نے اس تاریخی قرارداد کو جو عوامی رائے کی عکاسی کرتی ہے، جو 16 کروڑ عوام کی امنگوں کی ترجمانی کرتی ہے، اس سے پہلے ماضی میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں عوام کی رائے سے آنے والے تمام دوستوں کا ضمیر زندہ ہے اور اپنے ضمیر کی آواز کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے اس قرارداد پر اپنا فیصلہ دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ فاضل دوست نے اس ایوان کے معزز اراکین کے استحقاق کو مجروح کیا کہ ہم سے دھوکا ہوا۔ ہم عوام کی رائے سے پاکستان اور پنجاب کے عوام کے حقوق کے تحفظ کے لئے یہاں آئے ہیں، کسی سے دھوکا کرنے کے لئے نہیں آئے اور پھر میں یہ کہتا ہوں کہ جو آدمی عوام کی رائے کا احترام نہیں کرتا، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں عوامی رائے سے متصادم شقوں کی اگر حمایت کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس جمہوری سفر کا حصہ نہیں ہو سکتا۔ فاضل دوست نے ہمارے استحقاق کو مجروح کیا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی جوشیلی گفتگو پر comment تو نہیں کرنا چاہوں گا اور صرف یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے جو بات کی اور جو کل اعتراضات چودھری ظہیر صاحب نے میڈیا کے سامنے پیش کئے، main چیز یہ ہے کہ آپ جب بھی اس Chair پر آکر بیٹھتے ہیں تو آپ بات کرتے ہیں اور on the record ہے اور ہر بار آپ نے یہی کہا ہے کہ ہم اس ایوان کو rules & procedures کے مطابق چلائیں گے۔ آپ نے کل بھی یہی statement دی اور پرسوں بھی یہی دی اور ہم صرف یہ point out کرنا چاہ رہے تھے کہ کل جب یہ قرارداد پیش ہوئی تو اس پر آپ نے show of hands کروایا تو اس میں چند ممبران نے show of hands میں حصہ نہیں لیا۔ آپ بے شک جو وڈیو کیمرہ ادھر لگے ہوئے ہیں ان سے دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کی ruling آئی جو کہ on the record ہے کہ اکثریتی رائے کے مطابق یہ قرارداد منظور ہوئی۔ اس کے بعد حکومتی بنچوں کے پریشر پر آپ نے یہ کہا کہ یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی۔ بہر حال میں گزارش کرتا ہوں، کل میں ادھر بیٹھا ہوا تھا اور میرے ساتھ دو بھائی اور بھی بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے کہا تھا کہ شاید ہم کسی گنتی میں ہی نہیں ہیں۔ ہماری طرف دیکھا جا رہا ہے اور نہ ہمیں بولنے کا موقع دیا جا رہا ہے تو میں صرف یہ بات کرنا چاہوں گا کہ کل بھی یہی ہماری پارٹی

کے ارکان کو problem تھی جو پرسوں تھی کہ نماز کا وقفہ اس ہاؤس میں نہیں دیا جاتا تو اس وقت کوئی آ رہا تھا اور کوئی جا رہا تھا کیونکہ اذان ہو گئی تھی اور اذان کو بھی ڈیڑھ گھنٹہ ہو چکا تھا اور آپ کو پتا ہے کہ نماز کا وقت ختم ہو رہا تھا تو اس حساب سے ہماری تعداد بھی پوری نہیں تھی۔ ایک تو میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ نماز کے وقفے کو دوبارہ سے ensure کیا جائے تاکہ یہ ہمارے ممبران جو نماز کی وجہ سے آگے پیچھے ہو رہے تھے وہ مسئلہ بھی نہ سامنے آئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے پرسوں بھی یہی بات کی کہ rules کے مطابق کارروائی کو چلانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اپوزیشن کو bulldoze کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ہمیں بتا دیں۔ جب آپ کہتے ہیں کہ یہ ایوان rules کے مطابق چلے گا اور چلتا رہے گا تو آگے سے میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ:۔

تیرے وعدے پہ جیئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین) شکریہ۔ جناب سپیکر! کل جس وقت قرارداد یہاں پیش ہوئی تو میں اس وقت موجود نہیں تھا۔ قراداد پیش کرنا، قرارداد کے حق میں ہاتھ کھڑے کرنا یا قرارداد کے حق میں ہاتھ کھڑے نہ کرنا ہر ایک ممبر کا اپنا ایک استحقاق ہے اور اس کا حق ہے اور اس کی بنیاد پر تنقید کا نشانہ بنانا یا شعلہ بیانی، جیسے بھٹی صاحب میرے بہت محترم بھائی نے کی ہے۔ ضمیر کی باتیں کی ہیں اور یہ ضمیر کی آواز پر ہی کسی اور ٹکٹ پر منتخب ہو کر کسی اور جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب کچھ لوگ ہاتھ کھڑے نہیں کرتے تو وہ اس سے تحریک کا ساتھ نہیں دے رہے ہوتے اور آپ ریکارڈ منگوالیں، اگر آپ نے کہا ہے کہ یہ اکثریتی رائے سے منظور کی گئی ہے بعد میں آپ نے اپنے ارشاد کو amend بھی کیا اور آپ کا کہا ہوا سر آنکھوں پر لیکن ہم اس کو on the record لانا چاہتے تھے اور وہ میڈیا کے ذریعے لے آئے ہیں اور آج اس ہاؤس میں بھی on the record لے کے آنا چاہتے ہیں۔ 58(2)b جنہوں نے اپنی عمر بھی دے دی کسی ایک لیڈر کو اور انہوں نے یہاں اس کا اجرا کیا اور کرنے کے بعد کبھی وہ اس کو پسند کرتے تھے، استعمال کرواتے تھے اور پیپلز پارٹی کی حکومت کو over through بھی دو دفعہ انہوں نے

کروایا، کبھی اس کے خلاف بھی ہو جاتے ہیں یہ ان کی اپنی صوابدید ہے۔ ہم اس بحث میں پڑے بغیر جو کہ ایک ملغوبہ قسم کی قرارداد پیش کی گئی تھی categorically طور پر جو کہ clear نہیں تھی اور ہم اس سے متفق نہیں تھے، میں record پر لے کر آنا چاہتا ہوں اور اس ریکارڈ کو درست کیا جائے ورنہ ہم تحریک استحقاق لانے کا اپنا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ میں آپ سے نہایت ادب سے یہی گزارش کرنا چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بات یہ ہے کہ کل جب یہ قرارداد اسمبلی میں پیش ہوئی تو باقاعدہ اس قرارداد کا جو طریق کار ہے جس طرح میرے معزز رکن نے بات کی Rules & Procedures کی۔ باقاعدہ rules کو adopt کرتے ہوئے وہ قرارداد معزز ممبر نے پڑھی اور پڑھنے کے بعد میں نے اس کو یہاں پر repeat کیا اور جس وقت میں نے اس کو یہاں پڑھا اور پڑھنے کے بعد اس پر ووٹنگ کروائی ایک تو show of hands جو ہے قرارداد اگر پڑھیں تو اس کے اندر show of hands کا ذکر نہیں ہے۔ اس کے لئے ووٹنگ کروائی گئی تھی، اس کے اندر کل اگر آپ موجود تھے اور جس طرح legislation ہوئی اس میں "Yes" اور "No" کروائی گئی تھی۔ "Yes" پر تو پورا ہاؤس بولا اور "No" پر اپوزیشن کے بیٹھے ہوئے بھی آپ کا کوئی ساتھی نہیں بولا۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب resolution پاس ہو گئی تو میں نے کہا کہ یہ resolution اکثریت سے پاس ہو گئی تو یہاں سے اعتراض آیا کہ جب اس پر اعتراض نہیں کیا گیا، اس کو object نہیں کیا گیا، اس کے خلاف کسی نے آواز نہیں اٹھائی اور object نہیں کیا as per rules تو پھر یہ اکثریت سے نہیں ہوئی بلکہ یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی ہے۔ جب میں نے "متفقہ طور" والی بات کی تو اس کے بعد بھی آپ کے جو ممبرز یہاں بیٹھے تھے انہوں نے بھی اس پر کوئی object نہیں کیا اس لئے وہ قرارداد as per rules کل اسمبلی نے متفقہ طور پر پاس کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہر بات کا صحیح جواب بھی آپ کو مہیا نہیں کیا جاتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: I am also a law knowing person مجھے خود بھی بہت کچھ پتا ہے۔ آپ بات کریں پلیز!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جیسے ارشاد فرمایا، ہم اسی طرح کہہ رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ میں نے پہلے اکثریتی رائے سے کہہ دیا تھا، آپ اپنے کہنے کو دوبارہ amend کر سکتے ہیں۔ ہمیں علم ہے اور آپ ماشاء اللہ بہت competent lawyer بھی ہیں، عدالتوں میں لوگوں کو آپ سے بہت relief ملتا ہے۔ میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ چیزوں کو پیش کرنے کے اچھے طریقے ہوتے ہیں اور کچھ چیزوں کو پیش کرنے کے برے طریقے ہوتے ہیں۔ کچھ اچھا کام کرنے کے بھی بُرے طریقے ہوتے ہیں۔ ہماری استدعا ہے کہ جب نماز کا وقفہ ختم ہو چکا ہوتا، جب یہاں پر تمام لوگ آچکے ہوتے، قائد محترم یا ہمارے ڈپٹی لیڈر یا دوسرے لوگ آچکے ہوتے، انہوں نے باہر سے اندر آتے ہوئے دروازے میں یہ سب کچھ سنا ابھی ہاؤس چل رہا تھا، ابھی تو legislation ہونا باقی تھی اگر آپ اس کو تھوڑی دیر ٹھہر کر پیش کر دیتے۔ ہماری استدعا یہ ہے کہ ہم اپنا حق محفوظ رکھتے ہوئے، اپنا استحقاق استعمال کرتے ہوئے یہ گزارش کریں گے کہ اس ریکارڈ کو amend کر لیا جائے ورنہ جو rules کے مطابق ہمارا حق بنتا ہے اس کو ہم استعمال کریں گے۔ آئندہ وقفہ نماز کے اندر ایسی مبہم قسم کی قراردادوں کو نہ لایا جائے اور لوگوں کے جانے کا انتظار نہ کیا جائے بلکہ سامنا کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ قائد حزب اختلاف کل کی اپنی کوتاہی کو تاہی کہہ لیں کہ اس کا رونا رو رہے ہیں۔ یہ قائد حزب اختلاف کی ذمہ داری ہے کہ جب تک ہاؤس چلے وہ یہاں پر تشریف رکھا کریں۔ جہاں تک وہ نماز کی بات کر رہے ہیں کہ میں نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا اور جب میں واپس آیا تو resolution پاس ہو چکی تھی۔ میرے خیال میں جب resolution پاس ہوئی وہ ٹائم آپ ریکارڈ سے نکلوالیں اور اس بات کی بھی تصدیق کروالیں کہ قائد حزب اختلاف نے کل نماز پڑھی ہے؟ اسمبلی کے ریکارڈ کے مطابق انہوں نے کل کوئی نماز نہیں پڑھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: personal attack کوئی نہیں، personal attack کوئی نہیں ہوگا۔ لاء منسٹر صاحب! آپ بھی کوئی personal attack نہ کریں۔ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ بیٹھ جائیں۔ پلیز! ہاؤس کو چلانے دیں، آپ سب تشریف رکھیں۔ let me control the House۔ میں نے already اس کو point out کر دیا ہے۔ میں ایک چیز کو explain کر دوں کہ نماز کا وقت

2 بجے کا ہے۔ کل جب 2 بجے اذان ہوئی اس کے بعد جو قرارداد پیش کی گئی وہ 2 بج کر 50 منٹ پر کی گئی ہے۔ وہ ساری کارروائی ہاؤس کی سرکاری کارروائی مکمل ہونے کے بعد کی گئی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعجاز شفیع!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس کو correct کریں۔ آج کل نماز کا ٹائم 3 بجے ہے۔ جو بات 58(2)b کی ہو رہی ہے بہت اچھی بات ہے، ہم بھی چاہتے ہیں کہ اس طرح کا آمرانہ رویہ نہیں ہونا چاہئے لیکن آج میں آپ کی وساطت سے اور اس ہاؤس کی وساطت سے اور اپنے میڈیا کے دوستوں کی وساطت سے اس ہاؤس میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس برائی کو آئین کا حصہ بنانے والے لوگ کون تھے؟ وہ لوگ کون تھے جنہوں نے 1985 میں اس کو آئین کا حصہ بنانے میں اس آمر اور جابر کا ساتھ دیا تھا؟ وہ لوگ کون تھے جنہوں نے اس وقت کی 1988 کی حکومت کا خاتمہ کرنے کے لئے، جمہوری حکومت کا خاتمہ کرنے کے لئے ایک ایسی برائی کو جو آج تک ہمارے گلے اور آج تک وہ ہماری جمہوریت کے اوپر ایک بہت بڑا قدغن لگا ہوا ہے جس کو ہم ہمیشہ مٹانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن پھر ہمارے ساتھی ہی اس کا ساتھ دیتے ہیں لیکن آج ہمارے سوچنے کا وقت ہے کہ ہم سوچیں کہ اس 58(2)b کو متعارف کروانے والے کون لوگ تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، ملک ندیم کامران!

وزیر خوراک، صحت (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی قائد حزب اختلاف فرما رہے تھے میں ریکارڈ کو درست کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ resolution آئی اور اس کے بعد جو ہمارے اپوزیشن کے ساتھی یہاں موجود تھے انہوں نے کسی قسم کا اس پر "No" نہیں کہا اور اس کے بعد آپ سے وضاحت طلب کی گئی ہے کہ یہ unanimously ہوا ہے تو اس کے بعد آپ نے اپنی ruling دے دی۔ پھر ہمارے وزیر قانون نے اس پر ایک تقریر کی اور سب لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور خاص طور پر جب یہ بات کی گئی کہ ان بھائیوں کا بھی ہم شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جو یہاں موجود ہیں اور انہوں نے "No" نہیں کہا۔ مجھے یاد ہے کہ جو پیچھے بیٹھی ہوئی ہماری اپوزیشن کی خواتین ہیں انہوں نے کہا کہ ہم بھی یہاں بیٹھی ہیں، ہمارا شکریہ ادا نہیں کیا گیا تو وہ کہا گیا it is on the record تو آپ یہ ریکارڈ درست کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر ٹائم دیا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے آپ سے کل بھی شکایت کی تھی۔ جس وقت یہ قرارداد اور باقی ہاؤس کی کارروائی چل رہی تھی تو مجھے ڈاکٹر کے پاس جانا پڑ گیا۔ وہاں میں بیٹھی تھی اور دوسرے patients بھی بیٹھے ہوئے تھے وہاں مجھے کچھ ٹائم لگ گیا اور وہاں T.V نہ ہونے کی وجہ سے ہاؤس کی کارروائی نہ دیکھی جا رہی تھی جس کی وجہ سے میں بروقت ہاؤس میں نہ پہنچ سکی اور بقیہ کارروائی کا میں حصہ بھی نہ بن سکی۔ آپ ٹائم نوٹ کر کے دیکھ لیجئے کہ جب یہ قرارداد پیش کی گئی اس وقت ہماری پارٹی کی اکثریت ہاؤس میں موجود نہیں تھی۔ جس وقت ہم لوگ ہاؤس میں enter ہوئے ہیں تو اس وقت ڈاکٹر سامیہ امجد کی طرف سے احتجاج ہو رہا تھا کہ "ہمارا شکریہ ادا کیوں کر رہے ہو ہم تو اس میں ہیں ہی نہیں" میں اسی وقت enter ہو کر ان کے پاس آئی اور ان سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے؟

جناب والا! میں اس سلسلے میں آپ سے یہ بھی التماس کروں گی کہ کم از کم ڈاکٹر صاحب کے کمرے میں بھی ایک ٹیلی ویژن نصب فرمایا جائے تاکہ اگر کسی ممبر کو وہاں بیٹھنا پڑے تو وہ ہاؤس کی کارروائی دیکھ سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

محترمہ ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جس trick سے یہ resolution floor پر لائی گئی اس پر میں ضرور احتجاج کروں گی۔ میں جانتی ہوں کہ حکومتی بنچ میں جو آپ کے لیڈر لاء منسٹر صاحب ہیں یہ بڑے زیرک اور گھاگ lawyer ہیں۔ ہم ان کی پہلے بھی پانچ سال تک efficiency دیکھتے رہے ہیں یہ ان کی practice اور efficiency ہی تھی کہ انہوں نے اس وقت کا انتخاب کیا جو انہیں معلوم تھا کہ یہ آنے اور جانے کا وقت ہے اس پر ہم جتنا بھی احتجاج کریں کم ہے۔ ''شیر'' ان کا نشان ہے، شیروں والے کام کریں۔ لائیں 58(2)b جب پوری floor بیٹھی ہو پھر اس پر سحر انگیز گفتگو ہو سکتی ہے۔ کل ہم نے یہاں بیٹھے ہوئے باقاعدہ اشارہ کیا کہ ہماری باری کب آئے گی؟ نہ مائیک on ہے، نہ کہیں record پر ہے کہ ہم نے اس چیز کی تائید کی ہو اس لئے آپ یہ

ریکارڈ بھی درست کیجئے۔ باقی رہ گئی نماز پڑھنے کی بات تو میرا خیال ہے کہ رانا ثناء اللہ کا توکل حج ہو گیا تھا وہ اسی لئے نمازیں ہماری گن رہے ہیں۔ ان کے جو حج ہو رہے ہیں وہ ان کو مبارک ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ، personal attack کوئی نہیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بھی بے مزہ نہ ہوا

جناب سپیکر! 58(2)b یہ کل اپنے دور حکومت میں دس دس مرتبہ وردی میں صدر کو کامیاب کرانے کی قراردادیں پاس کرواتے رہے ہیں۔ اسی پر ایک شعر اور:

اب وردی اور بوٹوں والی سرکار نہیں چلے گی
اب راج کرے گی خلق خدا

جناب سپیکر! مجھے اس پر انتہائی افسوس ہوتا ہے کہ جب میرے یہ ساتھی اسی راستے پر چلتے ہوئے اعتراضات کرتے ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: لوٹے، لوٹے، این آر او، این آر او۔

MR. ACTING SPEAKER: No cross talking, order in the House, order in the House.

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سینئر منسٹر!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں نے کل بھی floor پر بات کی تھی اور آج بھی اپنے ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ یہ اپوزیشن والے ہمارے لئے قابل احترام ہیں اور یہ اس گاڑی کا حصہ ہیں، ہم نے ان کو ساتھ لے کر چلنا ہے، یہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں اگرچہ ہمیں ان کا جو پیچھے ماضی ہے اس پر کافی اعتراضات ہیں لیکن وہ گزر گیا اور قوم نے ان کو اس کا بدلہ بھی دے دیا جو انہوں نے قوم کے ساتھ کیا تھا۔ ماضی میں ان سے بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: Let him finish پھر اس کے بعد بات کریں گے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): ماضی میں انہوں نے جرنیل کو دس دس دفعہ وردی میں صدر بنانے کی باتیں کیں انہوں نے اِسی جگہ کھڑے ہو کر جنرل مشرف زندہ باد کے نعرے لگائے اور آج ان کا سر شرم سے جھکا ہوا ہے۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: نہیں جھکا، نہیں جھکا۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): میرا خیال ہے کہ ہمیں انہیں مزید کچھ نہیں کہنا چاہئے ہمیں ان کا احترام کرنا چاہئے۔ میں اپنے ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ خُدا کے لئے انہیں لوٹا نہ کہیں، پوری قوم کو پتا ہے کہ یہ لوٹے ہیں۔ یہ جرنیلوں کے جوتے اٹھاتے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنا ماضی، اپنا ضمیر بیچا تھا، کس کو نہیں پتا؟ آج اگر ہم ان کو کہیں گے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ انہوں نے کتنی پارٹیاں بدلیں، ان کے قائد حزب اختلاف جو ہم نے بنائے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ! ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!۔۔۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ order in the House آپ پہلے بھی ممبر رہی ہیں، آپ کو اور ہم سب کو یہاں پر Assembly کے decorum کا خیال رکھنا ہے، چونکہ وہ بات کر رہے ہیں، ان کی بات complete ہو جائے تو میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ جو ہمارے قائد حزب اختلاف کل بنے ہیں ان کو میں پہلے بھی کہتا رہا ہوں کہ اپنے (ق)لیگ کے ممبران کی

majority برقرار رکھیں اور کل آپ نے اس کا نتیجہ دیکھ لیا اور 11 تاریخ کو پھر اس کا نتیجہ انشاء اللہ پورا پنجاب دیکھے گا کہ یہاں پر ان کے ساتھ کون ہے، پورا پاکستان دیکھے گا کہ ان کے اپنے ممبران ان کے ساتھ نہیں ہیں اور قائد حزب اختلاف جو ہیں، کون نہیں جانتا کہ یہ پیپلز پارٹی کے ٹکٹ سے دو دفعہ ممبر بنے ہیں، پھر (ن) لیگ میں گئے، پھر وٹو صاحب کے ساتھ گئے، پھر پرویز الٰہی آیا تو مشرف کے نعرے لگانے شروع کر دیئے تو آج ان کو سار اپتا ہے، ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے، ان کو سار اپتا ہے جو انہوں نے ماضی میں کیا ہے، جو اس ملک کے ساتھ کیا ہے، جو اس قوم کے ساتھ کیا ہے لیکن میں پھر بھی اپنے ساتھیوں سے کہوں گا کہ ان کا بھرپور احترام کریں، یہ ہمارے لئے عزت کی جگہ ہیں اگرچہ ان سے غلطیاں ہوئی ہیں لیکن ان کو بھول جائیں اور ہم نے اس ہاؤس کو چلانا ہے اس لئے میں تو یہی کہوں گا کہ ان کے جو کالے کرتوت تھے ان کو معاف کر دیں اور ان کو ساتھ لے کر چلیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ (شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا ارشد صاحب!۔۔۔ ان کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ no cross talking in the House, no cross talking.

رانا محمد ارشد خان: جناب سپیکر! 58(2)b کی بات ہو رہی ہے تو کل جب یہ قرارداد پاس ہوئی ہے تو اس وقت اپوزیشن بنچوں سے کسی بھی دوست نے احتجاج نہیں کیا۔ اب جب ہمارے معزز دوستوں کی کلاس لی گئی ہے، جب یہ واپس گئے ہیں تو اس وقت ان کو یاد آیا کہ ہم نے وہاں پر اس کے خلاف بولنا تھا۔ اب گزارش یہ ہے کہ یہ جمہوریت کے نمائندے ہیں اور یہ ملک جمہوریت کی پیداوار ہے اور ہم نے اس ملک کو ڈکٹیٹر شپ اور آمریت سے بچانا ہے، جب دس دس اور سو سو دفعہ وردی میں صدر کو منتخب کرنے کی بات ہوتی تھی تو آج اگر 58(2)b کی بات ہوئی ہے تو یہ جمہوریت کی بات ہوئی ہے، ان کو ہمیں appreciate کرنا چاہئے تھا کہ آج پاکستان میں جمہوریت کی بات ہوئی ہے تو میں معزز دوستوں کو جو کل ہمیں criteria rules and regulations بتا رہے تھے اور اب جب بات ہوتی ہے تو یہ NRO اور لوٹے لوٹے کی بات کرتے ہیں ان کو بھی بتائیں کہ اسمبلی میں اپوزیشن کا role کیا ہے اور ہم ان کی عزت کرتے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے لیکن اگر یہ پچھلے دور کی غلطیاں ہمارے اوپر ڈالیں گے تو ہم قطعاً ان کو برداشت نہیں کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل جو کچھ یہاں پر ہوا، اس کو پہلے خود آپ نے کہا کہ یہ اکثریتی رائے سے ہوا ہے، بعد میں پھر سب کا ذکر آ گیا کہ یہ ہوا ہے، اس میں آپ record دیکھ لیں۔ ہمارے چودھری ظہیر صاحب نے بھی اس کی وضاحت کی ہے اور دیکھا جائے تو کل جو بات وہاں اسلام آباد میں ہوئی ہے، جس کو اسلام آباد معاہدہ کا نام دیا جا رہا ہے، اس سے پہلے بھی Murree Declaration ہوا، پھر London Declaration ہوا، پھر دبئی ہوا اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ کل بھی ہوا ہے اور اللہ کرے کہ یہ کامیاب ہو جائیں کیونکہ یہ حکمران اتحاد کا ایک حق ہے کہ وہ صدر کے خلاف impeachment کریں اور صدر کا بھی حق ہے کہ وہ اس impeachment کا جواب دیں اور یہ جمہوری process ہے اور یہ ہونا چاہئے اور میں خود اس کی تائید کرتا ہوں کہ یہ process جو کر رہے ہیں، اچھی بات ہے یہ اپنا جمہوری حق ادا کر رہے ہیں اور کرنا چاہئے لیکن مجھے کل کے اس واقعے سے ایک اور افسوس یہ ہوتا ہے کہ اسلام آباد میں جب انہوں نے بات چیت کی تو یہ judges کے معاملے کو اب second priority پر لے گئے ہیں، جن judges کو یہ کہتے ہیں کہ یہ PCO کی پیداوار ہیں اور PCO کے judges ہیں، اگر یہ پہلے impeachment کرتے ہیں اور وہ judges جو وہاں پر موجود ہیں تو کیا وہ judges کوئی اور فیصلہ نہیں دے دیں گے؟ کیا وہ impeachment کے خلاف stay نہیں دے دیں گے؟ میاں صاحب میرا خیال ہے کہ بھولے اور شریف آدمی ہیں، وہ زرداری صاحب کی باتوں میں پھر آ گئے ہیں، مجھے دال میں کچھ کالا لگتا ہے۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے اسی طرح لگتا ہے کہ:

کدی تو لندن جانی ایں
کدی تو مری جانی ایں
کدی تو دُبئی جانی ایں
ویکھیا تو کی کری جانی ایں
مینوں ہن وی انج ای لگدا
کی کی کری جاندے نیں

اس میں بھی انہوں نے جو process دے دیا ہے یہ process انہوں نے دو ماہ کا دے دیا ہے، پہلے صوبائی اسمبلیاں قرار دادیں لائیں گی تو خدا را! جمہوریت پر جو شب خون مارنے کا ایک طریق کار یہ لوگ بنا رہے ہیں یہ قوم دیکھے گی اور وقت بتائے گا کہ اس جمہوریت کا گلا کون دبا رہا ہے اور کون دبائے گا؟۔۔۔(شور وغل)

MR. ACTING SPEAKER: Order in the House.

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کل جو آپ نے بات کی اس بات پر آپ قائم نہیں رہے۔ ہاؤس کا رویہ بھی صحیح نہیں ہے۔ کل کے اس واقعے پر اور قرار داد پر ڈاکٹر سامیہ امجد نے اس پر بات کی ہم اس بات پر پانچ منٹ کا علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے پانچ منٹ کے لئے علامتی واک آؤٹ کر گئے)

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

وزیر جیل خانہ جات (چوہدری عبدالغفور): جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چوہدری عبدالغفور صاحب! ۔۔۔(شور وغل)۔۔۔ Order in the House, order in the House. بات سنیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چوہدری عبدالغفور): جناب سپیکر! کل جو اسلام آباد کے اندر فیصلہ ہوا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ کا ایک ایسا فیصلہ ہوا ہے کہ جس پاکستان کے لئے میاں محمد نواز شریف، جس پاکستان کے لئے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو نے fight کی، جس پاکستان کے لئے جناب آصف علی زرداری نے fight کی، میں آج اس فورم سے پوری قوم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ کل کا جو فیصلہ ہے، یہ پاکستان کی تقدیر بدلے گا اور میرے قائد میاں محمد نواز شریف یہی مشن لے کر چلے تھے کہ اب پاکستان کی بات ہو گی، اسلام کی بات ہو گی، پاکستان کے اداروں کو آزاد کرنے کی بات ہو گی، میں آج مبارکباد پیش کرتا ہوں میاں محمد نواز شریف کو جو قائد عالم اسلام ہیں۔ اس قوم کے رہبر ہیں اور آج مجھے اس فورم سے یہ کہنے کا موقع دیجئے کہ میاں محمد نواز شریف ایسے نہیں بنا جاتا۔ میاں محمد نواز شریف بننے کے لئے اپنے پورے خاندان کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ میاں محمد نواز شریف بننے کے لئے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو قید کروانا پڑتا ہے، میاں محمد نواز شریف بننے کے لئے اپنے والد محترم کے جنازے کو چھوڑنا پڑتا ہے، میاں محمد نواز شریف بننے کے لئے اپنے گھر کی تمام خواتین کو قید کروانا

پڑتا ہے، نواز شریف بننے کے لئے اٹک کے قلعہ اور لانڈھی جیل میں جانا پڑتا ہے، جلا وطنی کاٹنی پڑتی ہے اور آج اس موقع پر میں شہید محترمہ بینظیر بھٹو کو بھی سلام پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ جو اس ملک اور قوم کی جنگ لڑ رہی تھیں، کاش کہ آج محترمہ یہ سب کچھ دیکھ رہی ہوتیں لیکن پھر بھی ہم یہ سوچتے ہیں کہ یہ ڈکٹیٹر مشرف کہتا تھا کہ اب پاکستان میں کوئی نہیں آ سکتا لیکن آج یہ دیکھ لیں کہ میاں محمد نواز شریف پاکستان کے اندر موجود ہیں، میاں محمد شہباز شریف آج یہاں پر موجود ہیں اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ بھی چاہے گڑھی خدا بخش میں موجود ہیں لیکن آج وہ بھی پاکستان میں موجود ہیں۔ آج اس موقع پر میں جناب آصف علی زرداری کو بھی سلام پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اتنا bold step لیا اور آج پاکستانی قوم کو میاں محمد نواز شریف نے ایک صحیح سمت پر گامزن کیا ہے۔ یہ آج کا پاکستان ڈکٹیٹر کا پاکستان نہیں ہے، اب ڈکٹیٹر شپ کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا گیا ہے۔ گزرے ہوئے کل کو بھی ہم یہ کہتے تھے کہ:

اب خوشبوؤں کا اک نگر آباد ہونا چاہئے
اس نظام زر کو اب برباد ہونا چاہئے

جناب سپیکر! آج یہ لوگ جو اپوزیشن کے اندر بیٹھے ہیں آپ نے ان پر مہربانی کی ہے کہ ان کے پاس کوئی اکثریت نہیں تھی اس کے باوجود انہوں نے پورے پانچ سال ہمارے ساتھ کیا ہم نے اس کا بدلہ اس صورت میں دیا کہ ہم چاہتے تھے کہ اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں اور ان میں سے ایک شخص کو جس کے پاس کوئی اکثریت نہیں تھی اس کو اپوزیشن لیڈر منتخب کیا لیکن آج جب پاکستان، قائد کا پاکستان بننے جا رہا ہے، جب آج پاکستان علامہ اقبال رح کے خواب کی تعبیر کی طرف جا رہا ہے تو آج یہ اپوزیشن والے پہلے کبھی کیمپ لگاتے تھے اور "شرم آتی نہیں ان کو کوئی مگر" یہ بھول گئے کہ پچھلے آٹھ سالوں میں ڈکٹیٹر کے ساتھ کھڑے ہو کہ جو کچھ انہوں نے کیا، جو اس ملک کی روح پر انہوں نے زخم لگائے، میں اور آپ معاف کر سکتے ہیں، ان کو تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی اور آنے والی نسلیں ان کے کردار پر تھوکیں گی کہ کون وہ لوگ تھے جو یہ کہتے تھے کہ ہم ڈکٹیٹر کو دس دس دفعہ وردی میں منتخب کریں گے۔ میں آج پوری پاکستانی قوم کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آج کا پاکستان نواز شریف کا پاکستان ہے اور آج کا پاکستان شہید بھٹو کا پاکستان ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں اس پورے ہاؤس کو کل کے اعلان اسلام آباد پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ آج جو رویہ ہم اپنی اپوزیشن کا دیکھ رہے ہیں ان کے ساتھ دوہرا ظلم ہوا ہے۔ ایک تو کل انہوں نے جو حرکت کی اور 58(2)b کی جو قرارداد تھی اس پر ہمارا ساتھ دے کر انہوں نے جو ضمیر کا ساتھ دیا اس پر ان کو جتنی ڈانٹ پڑی ہے اس کی حالت آج آپ دیکھ رہے ہیں اور اس کے بعد پھر کل جو اعلان ہوا ہے اس کے بعد یقیناً ان کا ہتھے سے اکھڑ جانا میں سمجھتی ہوں کہ justified ہے اور وہ ان کی depression اور شرمندگی نظر آ رہی ہے اور ابھی مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ اپنے ex-minister عامر سلطان چیمہ صاحب کی بات سن کر کہ انہوں نے کالی دال کا ذکر کیا تو مجھے حیرت ہوئی کہ جو سات سال کالی دالیں کھاتے رہے ہیں آج ان کو ہر چیز میں کالی دال نظر آ رہی ہے تو یہ کالی دالیں ان کے حصے میں ہیں، ہماری باتوں کو کالی دالیں کہنا ان کے منہ سے زیب نہیں دیتا کہ وہ اس قسم کی بات کریں اور آج ان ججز کی ان کو فکر ہونے لگ گئی ہے، ان ججز کا دکھ اور درد اچانک سے ان کے پیٹ میں اٹھا ہے کہ ان ججز کا معاملہ ہم بھول گئے تو ان ججز کو آج اس حالت میں پہنچانے والے کون لوگ ہیں اور ان کے کون سے بزرگ ایسے ہیں کہ جن کے ہمیشہ بوٹوں میں اور پیروں میں بیٹھ کر وہ آج تک اس ہاؤس کے اندر resolutions پاس کرتے رہے ہیں اور جو انہوں نے ہمارے ساتھ کیا وہ آپ جانتے ہیں اور آپ اس کے گواہ ہیں کہ میں اس ہاؤس میں ایک ایسی ممبر ہوں کہ جب چودھری ظہیر الدین جو اس وقت اپوزیشن لیڈر ہیں کے کہنے پر اور ان کے instigate کرنے پر میرے اوپر تین دفعہ اس ہاؤس میں حملہ ہوا اور آپ جیسے ممبران نے میرے آگے کھڑے ہو کر مجھے بچایا تو یہ جو حرکتیں کرتے رہے ہیں ان پر بجائے شرمندہ ہونے کے آج یہ کھڑے ہو کر جس طرح خفگی مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ آج ان کو ہمیں موقع دینا چاہئے اور میں ان کو پھر کہوں گی کہ آج کم از کم ان کے بزرگ جو جا رہے ہیں، جن کا جانا طے ہو چکا ہے، جن کی رخصتی کی date final کی جا چکی ہے تو اس پر ان کو چاہئے کہ اپنی meetings کے اندر بات کریں، الیکشن کے بعد ان کی پارلیمانی پارٹی کی meetings کے اندر categorically کہا گیا کہ ہمارا بیڑہ غرق کرنے والے جنرل مشرف ہیں اور یہ ہر جگہ میڈیا اور اخبارات میں رپورٹ ہوا اور جو بیڑہ غرق کرنے والے ان کے جنرل مشرف ہیں ان کو کس منہ سے آج یہ defend کرنے کی بات کرتے ہیں اور 58(2)b پر resolution کے موقع پر اپوزیشن نے کل خاموشی اختیار کئے رکھی، آپ کیمرہ نکلوا کر دیکھ لیں اور ہمارے پاس computer sim

موجود ہیں، ہماری خواتین بہنیں بھی یہاں پر موجود تھیں اور کچھ بھائی بھی تھے۔ دیکھئے مجھے حیرت یہ ہوئی کہ justification دے رہے ہیں کہ جی نماز کا وقت تھا، پھر کہہ رہے ہیں کہ ہم ڈاکٹر کے پاس گئے تھے تو ان کو ہاؤس میں پورا وقت بیٹھنے کی تنخواہ ملتی ہے، ان کو ہاؤس سے بھاگنے کے لئے ہم نے تو مجبور نہیں کیا تھا، یہ اپنی مرضی سے اٹھ کے گئے تھے اور جو لوگ یہاں موجود تھے وہ رضامندی کے ساتھ یہاں بیٹھے ہوئے تھے، ان کو یہاں گن پوائنٹ پر کسی نے نہیں بٹھایا تھا اور یہ بات بھی ریکارڈ کی بات ہے اور میں ریکارڈ درست کرنا چاہتی ہوں کہ کسی بھی ایک شخص نے کھڑے ہو کر نہ منہ سے ایک لفظ کہا کہ ہم قرارداد کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی احتجاج اس floor کے اوپر کیا گیا کہ ہم اس قرارداد کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ انہوں نے خاموش رضامندی یہاں بیٹھ کر ہمیں دی اور اس لئے ڈانٹ کھا کر آج یہ کہنا کہ ہمیں موقع نہیں دیا اور دھوکا دیا گیا۔ ہم نے دھوکا نہیں دیا، یہ دھوکا دہی ان کا کام ہے، ہم نے دھوکا نہیں دیا، ہم نے resolution کو clear on the floor of the House پڑھا اور قرارداد پڑھنے کے بعد انہوں نے ہماری حمایت کی جس پر میں (ق) لیگ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ (ق) لیگ نے سیاسی پارٹی ہونے کا ثبوت دیا، میں سمجھتی ہوں کہ چھوٹی لوٹی پارٹی ہی سہی لیکن کم از کم جو ہاؤس میں بیٹھنے کا ایک کردار ہے اس کو ادا کرنے کی کل کوشش کی ہے جس پر (ق) لیگ مبارکباد کی مستحق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، راناثناء اللہ خان صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ پانچ منٹ کے لئے انہوں نے ٹوکن واک آؤٹ کیا تھا۔ پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ شاید ان کے پاس گھڑی درست نہیں ہے تو آپ کسی ممبر کو یا کسی منسٹر کو بھیجیں تاکہ ان کو وہ لے آئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ کارروائی اپوزیشن کی موجودگی میں ہی اگر شروع کی جائے تو بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ بہتر بات ہے۔ رانا تنویر صاحب، چنڑ صاحب، عارفہ خالد پرویز صاحبہ اور طیبہ ضمیر صاحبہ جا کر ذرا اپوزیشن کو اندر لے آئیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ داخلہ کے سوالات ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! ذرا business complete کر لیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میری ایک بہت اہم بات ہے۔

MR. ACTING SPEAKER: Then let him talk first.

LT COL (RETIRED) MUHAMMAD SHABBIR AWAN: Sir, this is my maiden speech and I feel to appropriate to introduce myself, Col (Retired) Muhammad Shabbir Awan PP-2, Pakistan Peoples Party.

جیئے بھٹو، جیئے بینظیر، جیئے میاں محمد نواز شریف!

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے عوام کی بد قسمتی وہاں سے شروع ہوتی ہے جب 1958 میں ایوب خان نے step in کیا۔ اداروں کو تباہ کیا گیا اور جمہوریت کو پنپنے نہیں دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر 1947 سے مقررہ وقت پر الیکشن ہوتے رہتے تو آج ہمارے ادارے مضبوط ہوتے اور آج ہم یہاں پر کھڑے نہ ہوتے۔ جب ہر آئین میں جو کوئی بھی شق ڈالی جاتی ہے اس میں logic ہوتی ہے۔ یہ technicalities جو اپوزیشن کے دوستوں نے پوائنٹ آؤٹ کی ہیں کہ کب قرارداد پیش ہوئی اور کب پیش نہیں ہوئی میرے خیال میں یہ irrelevant ہے۔ 58(2)b ایک issue ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف 5 منٹ کا ٹوکن واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

میرے خیال میں ہمارے اپوزیشن کے دوستوں سے اگر اکیلے میں پوچھیں اور یہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ 58(2)b ہونی چاہئے تو میں یقین نہیں کروں گا، وجہ یہ ہے کہ اس میں logic یہ ہے کہ پاکستان کے 16 کروڑ عوام کے mandate کو اگر ایک شخص پلٹنا چاہے تو وہ اجازت نہیں ہونی چاہئے تو issue یہ ہے کہ 58(2)b جو شق ہے یہ آئین میں نہیں ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ درمیان میں ٹائم سب کو ملے گا۔

چودھری عبدالوحید ارائیں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: please آپ بیٹھ جائیں، آپ کو ٹائم ملے گا، میں نے نوٹ کر لیا ہے، میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ پلیز، آپ بیٹھیں۔

سوالات (محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے دوسرے اراکین نے ٹوکن واک آؤٹ کے بعد اجلاس کی کارروائی میں شرکت کی ہے میں انھیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں ان سے گزارش بھی کروں گا اور انھیں یقین بھی دلاؤں گا کہ بڑی دیر سے شور ہے کہ دال میں کالا اور کنویں میں کتا لیکن کل اس کی نشاندہی ہو گئی ہے انشاء اللہ چند دنوں میں اسے نکال دیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5 ہے۔

ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی لاہور میں پولیس / ٹریفک پولیس کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

*5: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازارہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی لاہور نے اپنا علیحدہ پولیس نظام رائج کیا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کا اپنا ٹریفک پولیس نظام بھی ہے؟

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ بتایا جائے کہ یہ نظام کس قانون کے تحت وجود میں آیا ہے اور اس کی قانونی حیثیت کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب بڑا مختصر ہے میں اسے پڑھ دیتا ہوں تاکہ معزز ممبران کو اس کی تفصیل کا پتا چل جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی لاہور نے اپنا علیحدہ پولیس نظام رائج کیا ہوا ہے بلکہ ڈی ایچ اے نے اپنی سکیورٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے سکیورٹی گارڈ بھرتی کئے ہوئے ہیں جب کہ جرائم کے انسداد کے لئے ڈیفنس میں دو تھانہ جات ڈیفنس (اے) اور (بی) کار سرکار انجام دے رہے ہیں۔ ایف آئی آر کا اندراج بھی انہی تھانہ جات میں ہوتا ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی لاہور کا اپنا ٹریفک پولیس نظام ہے بلکہ ڈی ایچ اے لاہور نے اپنا ٹریفک پولیس نظام نہ بنایا ہے اور ٹریفک کو رواں دواں رکھنے کے لئے ٹریفک وارڈنز کار سرکار سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی لاہور نے اپنا کوئی علیحدہ پولیس نظام نہ بنایا ہے اور نہ ہی کوئی ٹریفک پولیس نظام رائج کیا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہوتا اگر سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جاتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں rules بڑے clear ہیں کہ جہاں پر مختصر جواب ہوں وہاں پر جواب پڑھا جا سکتا ہے۔ اس کے اندر discretion ہے۔ آپ کی مہربانی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! اس میں قومی اسمبلی کی بھی یہی tradition رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ادھر کے رولز پڑھ لیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میرے خیال میں وقفہ سوالات میں یہی ہوتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: مستی خیل صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ اس میں بڑے clear rules ہیں۔ چونکہ مختصر جواب تھا اور میں نے پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ جی، میاں نصیر احمد آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جیسے ابھی وزیر موصوف نے جز (الف) کے جواب میں پڑھا ہے کہ ڈی ایچ اے نے اپنے سکیورٹی گارڈ خود رکھے ہوئے ہیں۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ کوئی بھی ایسا ادارہ جو سکیورٹی سے concern ہو جیسے پولیس، سول ایوی ایشن یا ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی ہے ان کو بالکل یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی سکیورٹی کمپنی بنائیں یا سکیورٹی گارڈ رکھیں۔ میں وزیر صاحب سے تصدیق چاہوں گا کہ کیا قانون میں یہ provision ہے کہ DHA والے اپنی سکیورٹی رکھ سکتے ہیں یا سکیورٹی کمپنی میں اپنے گارڈ بھرتی کر سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سکیورٹی گارڈ رکھنے اور سکیورٹی کمپنی بنانے کے متعلق علیحدہ رولز ہیں اور اس کے متعلق علیحدہ law ہے۔ کوئی بھی پرائیویٹ فرد، کمپنی یا ہاؤسنگ اتھارٹی ہو اگر وہ ان شرائط کو پورا کرے تو پھر وہ پرائیویٹ گارڈ رکھ سکتی ہے بلکہ ہم تو اس بات کو encourage کر رہے ہیں کہ پرائیویٹ کمپنیز بلکہ حکومت نے بنکوں کو compulsory کیا ہے کہ وہ اپنے گارڈ رکھیں۔ بڑی مارکیٹوں اور خاص طور پر گولڈن شاپس کو حکومت نے کہا ہے کہ وہ اپنے پرائیویٹ گارڈ رکھیں۔ گورنمنٹ کی پالیسی یہی ہے کہ پرائیویٹ ادارے جو لاکھوں اور کروڑوں میں اپنا بزنس کرتے ہیں انھیں اپنی حفاظت کے لئے گارڈ بھی رکھنے چاہیئں اور اس سلسلے میں علیحدہ قانون ہے جو اس کی شرائط پر پورا اترے وہ رکھ سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں معزز ممبر کا یہ سوال تھا کہ اگر انھوں نے مروجہ طریقہ کی اجازت لی ہوئی ہے تو آپ اس کا پتا کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ انھوں نے اپنی حفاظت کے لئے سکیورٹی گارڈ رکھے ہوئے ہیں اور یقیناً وہ اجازت لے کر رکھے ہوں گے۔ اگر موصوف چاہیں تو اس بارے میں ان کے پاس جو اجازت نامہ ہے اس کی کاپی منگوا لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، درست ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ DHA پرائیویٹ ادارہ نہیں ہے۔تین سال پہلے کراچی ڈیفنس میں بھی اس طرح کے سکیورٹی گارڈ رکھے گئے تھے لیکن سندھ اسمبلی میں قرار داد پاس ہوئی تھی اور جو سننے اور پڑھنے میں بات آئی ہے اور یہ law ہے کہ کوئی سرکاری یا نیم سرکاری ادارہ اس طرح سکیورٹی گارڈ بھرتی نہیں کر سکتا۔DHA کوئی پرائیویٹ ادارہ نہیں ہے کہ وہ بنک یا کوئی پرائیویٹ ادارہ کی طرح کرے۔اس حوالے سے وزیر موصوف فرمائیں گے کہ D.H.A ایک سکیورٹی کا ادارہ ہے اور سکیورٹی concern رکھتے ہوئے بھی سکیورٹی گارڈ بھرتی کرے تو یہ بات بالکل سمجھ سے باہر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں یہی بات ہوئی ہے اور جیسے میں نے بھی کی ہے کہ اگر انھوں نے اس کی اجازت لی ہوئی ہے تو وزیر صاحب نے بھی کہا ہے کہ وہ منگوا لیں گے۔آپ ان کے چیمبر میں لے لیجئے اگر نہ ہوا تو پھر اس پر مزید بات کریں گے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ایک ایکٹ ہے جس کے تحت private companies اور separate organization can be created ان کا sole purpose ہوتا ہے کہ وہ سکیورٹی گارڈ hire کریں اور ان کو different purpose کے لئے بطور پرائیویٹ کمپنیز for other services وہ گارڈ provide کریں۔میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ DHA میں جو گارڈ ہیں کیا یہ اسی قانون کو follow کر رہے ہیں جو حکومت پنجاب کا ہے یا کوئی اور طریقہ use کر رہے ہیں؟ کیونکہ جیسے معزز ممبر نے point out کیا کہ سرکاری ادارے یہ نہیں کر سکتے کہ وہ خود یہ کام کریں Separate companies can do it under the ordinance which is defined in the law. میں لاء منسٹر صاحب سے اس کی clarification چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوال specific اور focus تھا کہ کیا ڈیفنس اتھارٹی لاہور نے اپنا علیحدہ پولیس کا نظام رائج کیا ہوا ہے یا اپنا علیحدہ ٹریفک پولیس کا نظام رائج کیا ہوا ہے؟ اس کا محکمے نے اتنا ہی جواب دیا ہے کہ ایسا کوئی نظام رائج نہیں کیا۔ انھوں نے اپنے پرائیویٹ گارڈز رکھے ہوئے ہیں، اگر آپ پرائیویٹ گارڈز کی تفصیل چاہتے ہیں کہ ان کے پاس کتنے گارڈز ہیں، ان کے کیا نام اور کوائف ہیں تو وہ بھی منگوا لئے جائیں گے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں صرف clarification کرنا چاہوں گا کہ جو گارڈز رکھے ہوئے ہیں کیا وہ اس Act کے تحت رکھے ہوئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ہراج صاحب! already یہ بات ہو چکی ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ میرے چیمبر میں آ جائیں میں منگوالوں گا اور check کر لیں گے، اگر نہ ہوا تو قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ جی، ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کو کنٹونمنٹ بورڈ چلاتا ہے۔ میں اپنے معزز بھائی نصیر صاحب سے کہنا چاہتی ہوں کہ اس کو انتظامیہ بھی چلاتی ہے اور مختلف تھانے بھی چلاتے ہیں۔ اگر سکیورٹی گارڈز کا مسئلہ ہے تو جیسے پرائیویٹ کمپنیاں سکیورٹی گارڈ دیتی ہیں۔ چونکہ یہ اس علاقے کے نمائندے ہیں اس لئے میری ایک تجویز ہے کہ وہاں پر سوشل ویلفیئر سوسائٹیز ہونی چاہییں جو جرائم کو روک سکیں۔ اگر یہ اس علاقے میں اپنے طور پر کوئی ویلفیئر سوسائٹی قائم کر کے اس طرح چوکیدار رکھ سکیں تو یہ ایک بہترین طریقہ ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اس کو دیکھیں گے۔ اب ہم اگلے سوال کی طرف آتے ہیں۔ اگلا سوال بھی میاں نصیر صاحب پی پی۔155 کا ہے۔

میاں نصیر احمد: میرا سوال نمبر 6 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب تو مختصر ہے لیکن اگر موصوف چاہیں تو اس کو پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی-155 لاہور، پولیس تھانوں، عملہ اور مقدمات کی تعداد و تفصیل

*6: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-155 میں پولیس کے کتنے تھانے اور چوکیاں موجود ہیں؟

(ب) ان تھانوں اور چوکیوں میں تعینات عملے کی تفصیل کیا ہے؟

(ج) 1999 سے اب تک ان تھانوں میں درج ہونے والے پرچوں کی تعداد کیا ہے، کتنے زیر التواء ہیں اور کتنوں کا فیصلہ ہو چکا ہے، تفصیل سے جواب دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی-155 میں کینٹ ڈویژن کے پانچ تھانے اور چار چوکیاں آتی ہیں-

(ب) ان تھانہ جات میں تعینات عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

تفصیل نفری

نام تھانہ / چوکی	FC	HC	INSP	SI	ASI
ڈیفنس اے	77	6	1	7	4
چوکی سپر ٹاؤن	12	2	-	1	1
ڈیفنس بی	70	9	1	4	7
فیکٹری ایریا	85	10	1	4	6
جنوبی چھاؤنی	60	3	1	4	1
چوکی نادر آباد	15	2	-	1	2
چوکی کیولری گراؤنڈ	13	2	-	1	1
برکی	27	5	1	2	3
چوکی ہیئر	14	3	-		2

(ج) ان پانچ تھانہ جات میں 1999 سے لے کر آج تک 30828 مقدمات درج ہوئے ہیں اور ان میں سے 3308 کا فیصلہ ہو چکا ہے-

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) کے جواب میں ضمنی سوال بنتا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ ان تھانوں میں 9 سالوں کے اندر 30828 مقدمات درج ہوئے ہیں اور دس سالوں میں تقریباً ساڑھے ستائیس ہزار مقدمات زیر التواء ہیں تو ان مقدمات کے فیصلوں کی ماہانہ average 8% ہے اور 92 فیصد مقدمات زیر التواء ہیں- میں اس حوالے سے وزیر صاحب کی توجہ چاہوں گا کہ یہ

practiceپورے پنجاب میں چل رہی ہے کہ 9 سالوں کے اندر 92 فیصد مقدمات زیر التواء رہتے ہیں اور صرف 5 اور 8 فیصد مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے یا specificصرف میرے حلقے میں ہی اس طرح کی کوئی practiceہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جس بات کی نشاندہی کی ہے یہ بالکل درست ہے اور یہی averageبنتی ہے کہ 30828 مقدمات میں سے صرف 3308 مقدمات کا فیصلہ ہوا ہے۔یقیناً اس میں judicial functionبھی آتا ہے، بار کا بھی ہے، پولیس کا کردار بھی ہے اور پراسیکیوشن برانچ کا بھی کردار ہے۔ہم ان اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لے رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ مستقبل میں یہ پوزیشن بہتر ہو لیکن اس وقت معزز ممبر نے درست نشاندہی کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جیسا کہ انھوں نے بتایا کہ 92 فیصد مقدمات زیر التواء رہتے ہیں۔یہ اتنی زیادہ تعداد ہے کہ اس کے لئے کوئی قانون سازی کرنے اور اسے seriousلینے کی ضرورت ہے یہ بہت important issueہے۔اس میں جائز، ناجائز ہر طرح کے casesہوتے ہیں اور لوگ بہت بُرے طریقے سے sufferکر رہے ہوتے ہیں۔ساری زندگی انہیں پولیس تنگ کرتی رہتی ہے اور اکثریت بے گناہ درمیان میں رگڑے جا رہے ہوتے ہیں۔یہ ایک بہت ہی important issueہے، اس کو بھی زیر بحث لانا چاہئے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس پر immediatelyکام کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، جس دن law and orderپر بحث ہوگی تو اس دن آپ اس حوالے سے تفصیل سے بات کر لیجئے گا۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو نشاندہی کی ہے یہ بالکل درست ہے۔چونکہ اس سے پہلے تقریباً پانچ چھ سال انتہائی نااہل لوگ ان کاموں پر مامور رہے ہیں۔

اسی وجہ سے یہ backlog ہے۔ میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ اس کام پر اہل لوگوں کو لایا جائے گا اور وہ اس کام کو بہتر انداز سے کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے وزیر قانون یہ فرما دیں کہ آیا پچھلے پانچ چھ سالوں سے ہی 92% cases pending چلے آ رہے ہیں یا اس سے بھی پہلے سے ایسا ہو رہا ہے؟ اگر یہ پہلے سے ہی ایسا ہے تو پھر انھیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔ انھوں نے پچھلے پانچ چھ سال کو issue بنا لیا ہے، انھیں پچھلے پانچ چھ سالوں کا فوبیا ہو گیا ہے۔ خدارا! مستقبل کی بات کریں، مستقبل کے لئے سوچیں۔ موجودہ حالات کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ یہ ماضی کی طرف کیوں سفر کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ پلیز، تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ پانچ، چھ سال کی بات نہیں ہے بلکہ یہ 1999 سے ہے اور آپ کو پتا ہے کہ 1999 سے ملک کے اوپر جس قسم کے لوگ مسلط ہیں اور انھوں نے جس طرح سے اداروں کو تباہ کیا ہے تو اس سے پھر یہی صورتحال سامنے آنی تھی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہاؤس میں سوال و جواب کا طریق کار یہ نہیں ہے کہ ہر چیز کو ہم ماضی کی طرف لے جائیں۔ اگر ہم ماضی کی طرف دیکھتے رہیں گے تو پھر ہم مستقبل کو miss out کر جائیں گے تو میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ معزز وزیر صاحب سوالات کے جوابات prepare کر کے آیا کریں۔ یہ نہ کہیں کہ ایک اور سوال جمع کروا دیں یا دفتر میں آ کر کاغذات دیکھ لیں۔ ہمیں اسی floor پر جوابات چاہئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کی توجہ اس جانب مبذول کراؤں گا کہ جوابات کی تو پوری تیاری ہے لیکن آپ بھی ذرا سوال پڑھ کر آیا کریں۔ یہ دیکھیں، انھوں نے پوچھا ہی 1999 سے ہے یا تو پھر آپ مستقبل کا سوال پوچھیں۔ ہم آپ کو مستقبل کا جواب دے دیں گے۔ جب ماضی کے حوالے سے آپ پوچھیں گے تو پھر ماضی کے حوالے سے ہی جواب آئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔ Not present, disposed of. اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! سوال نمبر 126۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع شیخوپورہ 2003 تا 2007 اغوا برائے تاوان وقتل کے مقدمات کی تعداد ودیگر تفصیل

*126: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2003 سے 2007 تک ضلع شیخوپورہ میں قتل اور اغوا برائے تاوان کے کتنے مقدمات رجسٹر ہوئے اور ان میں نامزد ملزمان کی تعداد کیا ہے؟

(ب) متذکرہ واقعات میں ملوث کتنے ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور کتنے مفرور ہیں اور کب تک مفرور ملزمان کو گرفتار کر لیا جائے گا؟

(ج) متذکرہ واقعات کے کتنے مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور کتنے زیر کارروائی ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف)

سال	مقدمات درج رجسٹر ہوئے: قتل	مقدمات درج رجسٹر ہوئے: اغوا برائے تاوان	نامزد ملزمان کی تعداد: قتل	نامزد ملزمان کی تعداد: اغوا برائے تاوان
2003	255	3	389	7
2004	267	6	411	27
2005	259	3	432	19
2006	271	3	655	6
2007	281	6	540	24

(ب)

سال	ملوث ملزمان میں سے گرفتار ہوئے: قتل	ملوث ملزمان میں سے گرفتار ہوئے: اغوا برائے تاوان	مفروران ملزمان کی تعداد: قتل	مفروران ملزمان کی تعداد: اغوا برائے تاوان
2003	357	7	32	-
2004	388	19	23	8
2005	375	19	57	-
2006	579	4	76	2
2007	429	20	111	4

نوٹ: گرفتاری کے لئے سر توڑ کوشش جاری ہے۔

(ج) متذکرہ مقدمات فیصلہ شدہ کی تعداد متذکرہ مقدمات میں سے جتنے زیر کارروائی ہیں

سال	قتل	اغوا برائے تاوان	قتل	اغوا برائے تاوان
2003	215	2	-	-
2004	228	3	-	-
2005	211	3	-	-
2006	220	2	47	-
2007	120	4	119	2

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یقینی بات ہے کہ محکمہ جو جواب لکھ کر دے دیتا ہے وہی یہاں پر آنا ہوتا ہے۔ میرا تعلق ضلع شیخوپورہ سے ہے۔ میں یہ عرض کروں گی کہ کتنے مقدمات درج ہوئے ہیں، کتنے ملزموں کی نشاندہی کی گئی، کتنے گرفتار ہوئے یا مفرور ہیں؟ یہ سارا جواب جھوٹ کا پلندہ ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی ملزم پکڑا نہیں جاتا اگر کوئی ملزمان پکڑے جاتے ہیں تو ضلع شیخوپورہ میں ایس۔پی سے لے کر نیچے کی سطح تک ہر آدمی پیسے لیتا ہے اور پیسے لے کر ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! 2003 میں ایک قتل ہوا جس کی FIR.No.53/2003 ہے۔ میں نے پہلے بھی اسمبلی کے floor پر اس کو point out کیا تھا۔ اس مقدمہ کے چاروں ملزمان ابھی تک مفرور ہیں، کوئی ملزم بھی پکڑا نہیں گیا۔ باقی ریکارڈ بھی اسی طرح کا ہے۔ راجہ بشارت، سابق وزیر قانون، اسمبلی ممبران اور خصوصی طور پر حزب اختلاف کے ممبران کو یہ بات کہہ کر ٹرخا دیتے تھے کہ جی میں بات کروں گا۔ مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ آج وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان صاحب ہیں جن کی کارکردگی حزب اختلاف کے بنچز پر بہت اچھی تھی۔ میں امید رکھتی تھی کہ وہ ذاتی طور پر دلچسپی لے کر ان ملزمان کو گرفتار کروائیں گے۔ شاید ابھی تک انھوں نے اپنی post کا اس طریقے سے حق ادا نہیں کیا جس طرح کرنا چاہئے۔ مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ تھوڑے دن پہلے میں نے رانا ثناء اللہ صاحب سے بھی اس case کے سلسلے میں بات کی اور کہا تھا کہ اب یہ میٹھی گولیاں دینا بند کی جائیں۔ انھوں نے ایس۔پی عثمان کو یہاں بلوایا اور میری ان سے بات کروا دی۔ ایس پی صاحب نے کہا کہ ہم ملزموں تک پہنچ گئے ہیں۔ جناب! یہاں تو ملزمان تک پہنچتے پہنچتے صدیاں گزر جاتی ہیں۔ جب تک پوری انتظامیہ کو کھینچا نہیں جائے گا اس وقت تک کوئی ملزم نہیں پکڑا جائے گا۔

میں وزیر قانون صاحب سے یہ عرض کروں گی کہ 2003 میں 255 قتل ہوئے، 357 ملزموں گرفتار ہوئے اور 215 ایسے مقدمات ہیں کہ جن کا فیصلہ ہوا ہے۔ سب سے پہلے تو میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ جو 357 ملزم پکڑے گئے تھے کیا وہ سارے کے سارے رہا ہو گئے ہیں یا ان پر کوئی case ثابت بھی ہوا ہے؟ جو ملزم پکڑے جاتے ہیں ان سے بھاری رقوم لینے کے بعد چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہاں پر جواب میں لکھا گیا ہے کہ:

"2007 میں 111 ملزمان اشتہاری ہوئے اور ان کی گرفتاری کے لئے سر توڑ کوشش جاری ہے۔"

ضلع شیخوپورہ میں 111 ملزم اشتہاری ہیں جو کہ مختلف جگہوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں، قتل کرتے ہیں لیکن انھیں پکڑنے والا کوئی نہیں ہے۔ پانچ سالوں سے یہی کہا جا رہا ہے کہ ان کو پکڑنے کی سر توڑ کوشش کی جا رہی ہے۔ مجھے ہاؤس کے floor پر شور مچاتے ہوئے آج دو ماہ ہو چکے ہیں کہ میرے حقیقی بھانجے کو قتل کیا گیا اور اس کے ملزم مفرور ہیں۔ ان کی گرفتاری کے لئے یہی کہا جاتا رہا ہے کہ کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات جائز ہے لیکن rules کے مطابق اس کے اوپر تقریر نہیں ہو سکتی۔ آپ کا دکھ بالکل صحیح ہے جسے آپ نے point out بھی کر دیا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: تو پھر مجھے بتائیں کہ اس بارے میں کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اب ان سے پوچھ لینے دیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ یہی تو افسوس ہے کہ رانا صاحب نے پچھلے اجلاس میں بھی متعلقہ آفیسر کو بلا کر کہا تھا کہ ان سے بات کر لیں۔ میں نے رانا صاحب کے کہنے پر بات کی تھی ورنہ میں کبھی بھی ان سے بات نہ کرتی۔ انھوں نے کہا کہ ملزمان پکڑنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ آج دو ماہ ہو چکے ہیں لیکن ایک ملزم بھی گرفتار نہیں ہو سکا۔ البتہ یہ ضرور ہوا ہے کہ میرے دروازے پر آ کر فائرنگ کی جاتی ہے۔ میں نے ایس۔پی صاحب کو بتایا کہ ملزمان نے میرے گھر کے باہر فائرنگ کی ہے مگر آج تک اس پر بھی کوئی کارروائی نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر! اس کالے قانون کو ختم کیا جائے یا پھر میں یہ سمجھوں کہ میرا بولنا ایسے ہی ہے جیسے کہ کسی بھینس کے آگے بین بجائی جائے۔ اگر اس بارے میں کوئی فوراً ایکشن نہ لیا گیا تو میں احتجاجاً آئندہ سے اسمبلی کے کسی اجلاس میں شرکت نہیں کروں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ محترمہ نے اپنے بھانجے کے قتل کے مقدمہ سے متعلق اور اس قتل میں ملوث اشتہاری ملزمان کے حوالے سے سوال اٹھایا تھا جس پر ایس۔پی اور ڈی۔پی۔او شیخوپورہ کو یہاں پر بلوایا گیا تھا۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کے ساتھ ان کی میٹنگ کروائی گئی تھی۔اب اگر اس حوالے سے بہتر طور پر progress نہیں ہو سکی تو محترمہ کو مجھے آگاہ کرنا چاہئے تھا۔ محترمہ نے آج ہی ہاؤس میں بات کی ہے اس سے پہلے انھوں نے مجھے اس بارے میں آگاہ نہیں کیا۔ بہر حال میں اس سلسلے میں مقامی پولیس سے رابطہ کر کے معلومات لیتا ہوں اور کوشش کروں گا کہ محترمہ کو اس بارے میں satisfy کیا جائے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یہ جو 111 ملزمان اشتہاری ہیں کیا وہ حکومت سے زیادہ طاقتور ہیں کہ انھیں گرفتار نہیں کیا جا سکتا؟ یہ ملزمان 2003 سے اشتہاری ہیں اور اب تو ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہو چکا ہے۔ان اشتہاری ملزمان کو اب تک کیوں گرفتار نہیں کیا جا سکا؟ یہ شیخوپورہ کی تاریخ میں ایک بدنما داغ بن چکا ہے۔آپ یقین کریں کہ پورے پنجاب کے جو criminal لوگ ہیں وہ ان اشتہاری ملزمان کی وجہ سے ضلع شیخوپورہ میں پناہ لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ ماضی میں بعض وجوہات کی بناء پر شیخوپورہ اور گجرات دونوں اضلاع اشتہاریوں کی جنت بنے ہوئے تھے بلکہ لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ اشتہاری ملزمان کی government houses تک بھی پہنچ تھی۔اب ہم نے ان کے پیچھے forces کو پوری طرح متحرک کیا ہوا ہے۔گوجرانوالہ ڈویژن اور ضلع شیخوپورہ میں اشتہاری ملزموں کی کارروائیوں پر کنٹرول کرنے اور ان کی گرفتاریوں میں خاطر خواہ پیش رفت ہوئی ہے۔چونکہ اس سوال میں اس حوالے سے specific focus نہیں تھا اگر محترمہ چاہیں تو میں یہ figures منگوا کر ان کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔اس سلسلے میں بھرپور طریقے سے مہم چلائی جا رہی ہے۔

محترمہ آمنہ جہانگیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ!

محترمہ آمنہ جہانگیر: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ 25سوالوں میں سے 11سوالوں کے جواب نہیں دیئے گئے۔اس لئے ان کو آپ dispose of نہ کریں،pending کر دیں۔اس سے efficiency تو نظر آ رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ میرا خیال ہے کہ وزیر قانون صاحب نے جو بات کی ہے۔آپ ایک دفعہ پھر ان کو جا کر مل لیں اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ پوری کارروائی کریں گے۔۔۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا!میں یہ گزارش بھی کروں گی کہ وہ اس میں ذاتی دلچسپی لیں۔ورنہ میں اس کے بعد احتجاجاً کسی اجلاس میں شرکت نہیں کروں گی۔یہ میرا استحقاق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب والا!میں محترمہ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کے اس مسئلے میں ذاتی دلچسپی لوں گا اور آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس بارے میں وہ بھی ذاتی دلچسپی لیں اور اگلے اجلاس کا انتظار کئے بغیر جو بھی پیشرفت ہو وہ مجھے آگاہ کرتی رہیں۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ہراج صاحب!فرمائیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب والا!وزیر قانون صاحب کی اس بات پر میں نے پہلے بھی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہمیں اس بات سے اختلاف ہے کہ جب بھی کوئی سوال آتا ہے تو اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ "پچھلے پانچ سالہ دور" ان سے میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ ہماری پارٹی کا احتساب 18۔فروری کو ہو چکا ہے۔اب حکمران پارٹی کے احتساب کا وقت ہے۔میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ ہمیں ہی ایک معیار سمجھتے ہیں جس کے برابر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان کو چاہئے کہ یہ بتا دیں کہ 18۔فروری یا نومبر کے بعد کیا کچھ ہوا اور اس کے بعد اب تک کیا اقدامات ہوئے ہیں؟ان کو چاہئے کہ اب اس پر focus کریں کہ اب ان کی performance کیا ہے؟ورنہ تو پھر ہم بھی شروع ہو جائیں گے کہ انگریز کے دور میں نہریں بنی تھیں اس لئے نظام خراب ہے۔جناب!یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم ہراج صاحب کی توجہ اس جانب مبذول کراؤں گا کہ یا تو پھر آپ ایسا کریں کہ ایک resolution پیش کر دیں یا پھر Chair کو اس بات سے متفق کر دیں کہ جو سوالات ہیں وہ اپریل 2008 اور اس کے بعد سے ہوں۔ اب یہ جواب 2003,2004,2005,2006 اور 2007 کا ہے۔ جب سوال ان سالوں کا ہے تو میں جواب بھی انہی سالوں کا دے سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ رانا تجمل صاحب!

رانا تجمل حسین: جناب والا! ہراج صاحب جو بار بار اس بات سے اختلاف کرتے ہیں کہ ماضی کا ذکر نہ کیا جائے۔ مجھے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ماضی سے خاصے پریشان ہیں۔ آج جمعہ ہے مسجد شہداء اور دیگر مساجد میں بھی دعا کریں اور اعلان کریں۔ خدا! ان سے ان کا حافظہ چھین لے تاکہ عذاب ماضی کی تکلیف سے بچ سکیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ 18۔فروری کے متعلق ہراج صاحب نے کہا ہے کہ ہمارا احتساب ہو چکا ہے۔ اگر احتساب ہو چکا ہوتا تو کم از کم ان کے لیڈر اپنا قبلہ درست کر چکے ہوتے۔ میں زیادہ بات اس لئے نہیں کرنا چاہتا کہ یہ سارے ساتھی ہمارے ساتھ رابطے میں ہیں اور تین چار دن بعد انہوں نے ہمارے ساتھ شامل ہونا ہے اس لئے میں ان کو زیادہ تکلیف نہیں دینا چاہتا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! میں بھی گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! ممبران سے گزارش کریں کہ ذاتیات پر نہ جائیں کیونکہ یہ غیر مناسب بات ہے۔ میں بھی کسی کی personal بات نہیں کرتا۔ کبھی نہ مونچھوں پر بات کرتا ہوں اور نہ ہی کسی اور چیز پر بات کرتا ہوں۔ میں ایوان میں آپ سے مخاطب ہوں اور اگر یہ میری مسجدوں میں آنے جانے کی بات کرتے ہیں تو یہ غیر مناسب ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے یہ گزارش ہے کہ جو بھی بات ہو Chair کو مخاطب کر کے کی جائے اور میرے خیال میں اس House کے ماحول کو ہم نے اچھا رکھنا ہے اور اس House کو اچھے طریقے سے چلانا ہے۔ اس سوال پر کافی بات ہو چکی ہے۔ اب ہم اگلے سوال کی طرف چلتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہماری بہن نے جس مسئلے کی طرف نشاندہی کی ہے یہ بات پچھلے اجلاس میں بھی ہوئی تھی اور رانا صاحب نے اس وقت بھی یہ فرمایا تھا کہ اس کا سدباب کیا جائے گا اور یہ لوگ گرفتار کئے جائیں گے لیکن یہ جو ایک trend آیا ہے اور جو figures آئے ہیں کہ جوں جوں پولیس کو سہولتیں زیادہ ملیں اشتہاریوں کی تعداد بڑھتی گئی ہے۔ اس trend کو ختم کرنے اور ان اشتہاریوں کو گرفتار کرنے کے سلسلے میں کتنی کوششیں کر چکے ہیں اور کب تک ان کو گرفتار کر لیا جائے گا؟ اس کے علاوہ ہماری بہن کا جو ذاتی مسئلہ ہے اس کو فوری طور پر حل کرنا چاہئے۔ میں درخواست کروں گا کہ معزز ایوان کو بہن کا ساتھ دینا چاہئے اور ہم سب یہ مطالبہ بھی کرتے ہیں کہ ہماری اس بہن کا مسئلہ فوری طور پر حل کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون نے House میں پہلے ہی assurance دی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کارروائی ہوگی۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میری تمام تر ہمدردیاں اور تمام بہنوں کی ہمدردیاں محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کے ساتھ ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی ہے اور موجودہ حکومت سے گزارش بھی ہے کہ جب کسی کے گھر کا کوئی چشم و چراغ اس طریقے سے ناجائز قتل ہو جاتا ہے، ایسی کسی بہیمانہ کارروائی کا نشانہ بن جاتا ہے اس پر جو کچھ بیتتی ہے ہر کوئی اس کو محسوس کر سکتا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس درد کو محسوس کر کے اس کے لئے آگے بڑھ کر کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ مجھے امید تھی کہ موجودہ situation میں محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا جو مسئلہ ہے اسے بھی وزیر قانون صاحب ہمارے پانچ سالہ دور اقتدار کے کھاتے میں ڈالیں گے اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ اس کا سابقہ حکومت سے کیا تعلق ہے؟ میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ وزیر قانون اگر کسی سوال کا جواب نہیں دے پاتے تو وہ ایسی صورت میں کوئی بات کر کے ایوان کو چھیڑ دیتے ہیں تاکہ بحث de-track ہو جائے، اس طرح کے جملوں میں وقت ضائع ہو جائے اور ان کو جواب نہ دینا پڑے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان سے کہیں کہ یہ تیاری کر کے آئیں اور ایوان میں ایسی بات نہ کریں۔ ان کا منصب بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں یہ question hour ہے اور ہمیں ان کی طرف توجہ دینی چاہئے۔جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں اس کی قدر کرتا ہوں لیکن انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ وزیر قانون ایوان کو چھیڑ دیتے ہیں، ایوان کوئی خوبرو دوشیزہ نہیں ہے، یہ ایک معزز ایوان ہے، اسے چھیڑا نہیں جا سکتا۔ وہ جو سوالات کر رہے ہیں وہ ماضی کے سوالات ہیں اور ماضی کے حوالے سے ہی جواب دیا جائے گا۔اس لئے میں محترمہ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ ایوان کو معزز ہی خیال کریں اور دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہر چیز ہمارے پچھلے پانچ سال کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ان کا کھاتہ ہی اتنا بڑا ہے کہ اب اس کھاتے کا کیا کریں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈیہر صاحب!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! میں نے صرف ایک بات کرنی ہے۔ میں محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کے جذبات کی بہت قدر کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ عارفہ خالد صاحبہ! پلیز بیٹھیں۔ میں نے ڈیہر صاحب کو floor دیا ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! میں سب سے پہلے تو بیگم صغیرہ اسلام صاحبہ سے اظہار یکجہتی کرتا ہوں ۔آپ ہمارے custodian of the House ہیں کہ جب بھی کسی ممبر کا across the board کوئی مسئلہ ہو تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس کو آپ look after کریں گے اور اس پر strict اور فوری action لیں گے۔ میں اسی حوالے سے ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ خانیوال میں ایک واقعہ ہوا ہے جس میں مجھے threat کیا گیا ہے۔ پرچہ نمبر 290/08 تھانہ کبیر والہ صدر میں درج ہوا ہے جہاں پر چھ گھر جلائے گئے ہیں اور یہ دن دہاڑے آگ لگائی گئی ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو خود لیٹر دیا ہے اور آئی جی صاحب کو بھی کہا ہے، میں نے فون نمبر بھی دیا ہے اور اگر آپ کہیں تو میں یہاں پڑھ کر بھی بتا دیتا ہوں کہ مجھے فون کر کے انہوں نے threat کیا ہے کہ اگر آپ اس case سے باہر نہ گئے تو آپ کے گھر کو بھی آگ لگادی جائے گی۔اس کے علاوہ آئی۔جی صاحب کے پاس وزیر اعظم کا directive بھی آیا ہے۔اس کے باوجود ان کو

pressurize کیا جا رہا ہے کہ آپ راضی نامہ کر لیں۔ دہشت گردی کا کیس درج ہوا ہے اور ابھی تک ان سے ملزم پکڑے نہیں جا رہے اور جو اصل ملزم ہیں ان کے نام بھی کاٹ دیئے گئے ہیں۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے اور جو personally کسی ممبر کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے، میں پھر بتا دیتا ہوں اس مقدمے کا نمبر ہے 290/08 تھانہ صدر کبیر والہ۔ اس پر فوری طور پر action لیا جائے اور خاص طور پر وزیر اعلیٰ سے میں یہ کہتا ہوں کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اس سوال پر بہت بات ہو گئی۔ (قطع کلامیاں)

اب نئے سوال کی طرف چلتے ہیں۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی موجودہ چیئرپرسن کا نام، عرصہ تعیناتی اور دیگر تفصیلات

*164: **محترمہ صغیرہ اسلام:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے لاوارث بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا ادارہ قائم کر رکھا ہے، اس کی موجودہ چیئرپرسن کا نام کیا ہے اور یہ کتنے عرصے سے اس عہدے پر فائز ہیں نیز کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ عہدہ سیاسی بنیاد پر دیا گیا ہے؟

(ب) لاہور میں اس وقت چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے کتنے ادارے کام کر رہے ہیں اور ان میں کتنے بچے رہ رہے ہیں؟

(ج) لاوارث بچوں کو ان اداروں میں کتنی دیر رکھا جاتا ہے، کیا یہ درست ہے کہ بچے یہاں سے جانے کے بعد دوبارہ سڑکوں پر بھیک مانگنا شروع کر دیتے ہیں اگر ہاں تو حکومت کب تک اس کے سد باب کے لئے اقدامات کرنے کو تیار ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے لاوارث بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے نام سے ادارہ قائم کر رکھا ہے- اس کی موجودہ چیئرپرسن کا نام ڈاکٹر فائزہ اصغر ہے اور وہ نومبر 2007 سے اسی عہدے پر فائز ہیں-

ڈاکٹر فائزہ اصغر پنجاب اسمبلی کی رکن ہیں- ڈاکٹر فائزہ اصغر ڈپلومیٹک امریکن بورڈ آف پیڈیاٹرکس کی ممبر ہیں اور ماہر بچگان بھی ہیں- ڈاکٹر فائزہ اصغر ستمبر 2004 سے اس ادارے سے منسلک ہیں-

(ب) لاہور میں اس وقت چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے تحت بچوں کے دو ادارے کام کر رہے ہیں- یہ ادارے چار ہزار سے زیادہ بچوں کو صحت، تعلیم اور ووکیشنل ٹریننگ کی سہولت فراہم کر چکے ہیں- اس کے علاوہ اوپن ریسپشن سنٹر اور انسداد منشیات کے سنٹر سے بھی ہزاروں بچے مستفید ہو چکے ہیں- اس وقت بچیوں والے ادارے میں 65 بچیاں اور 16 کم عمر بچے ہیں جب کہ لڑکوں والے ادارے میں 203 بچے موجود ہیں-

(ج) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو پندرہ سال تک کی عمر کے لاوارث، بھیک مانگنے والے اور گھر سے بھاگے ہوئے بچوں کو حفاظتی تحویل میں لیتا ہے اور اٹھارہ سال کی عمر تک بچوں کو ادارہ میں رکھا جاتا ہے یا جب کسی بچے کے والدین مل جائیں اس کے علاوہ بچوں کا ادارے میں رہنے کا عرصہ ان کے انفرادی حالات پر منحصر ہے کہ ان کو کتنی نفسیاتی، تعلیمی اور ہنر کی تربیت کی ضرورت ہے جس کے پورا ہوتے ہی بچے کو اس کے خاندان کے حوالے کر دیا جاتا ہے- بچے کی تعلیمی استعداد یا ہنر کی صلاحیت کو مدنظر رکھتے ہوئے خاندان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ بچے کو تعلیمی ادارے میں داخل کرائیں یا ملازمت پر لگوایا جائے اور بچے کے دوبارہ غیر سماجی رویہ اختیار کرنے پر ادارے کو مطلع کیا جائے-

بچوں کا ادارے سے نکل کر دوبارہ بھیک مانگنے کا تناسب 7 فیصد ہے اس کے علاوہ بچوں کو ادارے سے والدین کے حوالے بھی عدالت کے احکامات پر ہی کیا جاتا ہے، جس میں والدین سے زرضمانت پر یقین دھانی لی جاتی ہے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے یقینی بنائیں کہ بچہ سڑک پر دوبارہ نہ آئے- بچے کے دوبارہ سڑک پر آنے کی صورت میں والدین کی غفلت شامل ہونے پر انہیں عدالت سے جرمانہ یا قید کی سزا دی جاتی ہے اور بچے کو عدالت کے حکم سے دوبارہ تربیت کے لئے ادارے میں رکھا جاتا ہے-

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ صغیرہ اسلام!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال میں یہ پوچھا تھا کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا ادارہ کب قائم کیا گیا تھا اور اس کی Chairperson کا نام کیا ہے اور کیا وہ ابھی تک اسی عہدے پر

ہیں؟ مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ کب قائم کیا گیا تھا اور اس کے جو عہدیدار تھے یا اس کی چیئرپرسن فائزہ اصغر صاحبہ جو تھیں ان کے بارے میں، میں نے یہ پوچھا تھا کہ ان کو یہ عہدہ کیا سیاسی بنیاد پر دیا گیا تھا اور کیا اس ادارے میں جتنے بھی لوگ تھے وہ سیاسی بنیادوں پر بھرتی کئے گئے تھے اور کیا محترمہ فائزہ اصغر ابھی تک اس عہدے پر کام کر رہی ہیں؟ انہوں نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ وہ 2007 سے اسی عہدے پر فائز ہیں۔ اس وقت انہوں نے اس عہدے سے resign ضرور دیا ہے لیکن یہ منظور نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اب اپوزیشن کے دوستوں سے اجازت چاہوں گا کہ میں اس کا جواب دے دوں کیونکہ یہ معاملہ بھی ماضی کے کھاتے کا ہے۔ اب یہ ماضی کا کھاتہ ایسے ہے جیسے کھوہ کھاتہ ہے تو اب اس کا کیا کریں میں اس کا جواب دوں یا نہ دوں۔ (قہقہے) ہراج صاحب! اجازت ہے؟ میں اس کا جواب دے دوں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہم انہیں نہیں روک سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ماجدہ زیدی صاحبہ!

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ماضی کا کھاتہ کوئی 7/6 سال پرانا کھاتہ نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے بھی ماضی ہوتا ہے۔ اس سے پہلے کے ماضی کو بھی یاد کریں۔ 84 کو یاد کریں، 85 کو یاد کریں۔ روز ایک ہی بات نہ کریں کہ جی، آمر۔ پہلے بھی جو وردی میں تھے وہ آمر تھے اور یہ 8 سال کی بات ہے، وہ پہلے 12 سال کی آمریت کو بھی یاد کریں۔ روزانہ یہاں ایک ہی بات پر ٹائم ضائع ہوتا ہے اور میرا خیال ہے کہ ان کا حافظہ کمزور ہے جو کہ 8/7 سال پر رک گیا ہے اور اس سے پیچھے جاتا نہیں ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ اسمبلی کا وقت ایک ہی بات پر ضائع کرنے سے کہ آمر کی حکومت، 7 سال گریبانوں میں جھانک لو، اس طرح کے نازیبا الفاظ استعمال کرنے سے ممبرز گریز کریں اور کچھ legislation اور کسی کام کی بات کریں، صغیرہ اسلام صاحبہ کے point کی بات کریں، child protection کی بات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بیٹھیں پلیز، بیٹھیں پلیز۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ سے گزارش ہے کہ question hour basically ممبرز کا ایک حق ہوتا ہے۔ ممبرز نے اس میں questions دیئے ہوتے ہیں اور بہت سارے ممبرز اسی انتظار میں ہوتے ہیں کہ شاید میرے question کی باری آ جائے۔ میں دو تین دن سے یہ دیکھ رہا ہوں کہ ہوتا یہی ہے کہ ہم دو تین questions سے آگے نہیں جا سکتے اور ایک گھنٹہ گزر جاتا ہے اور supplementary پر supplementary آتے رہتے ہیں تو پلیز آپ ایسا ایک سسٹم بنا دیں کہ سوالات کے وقفے کا ایک گھنٹہ بڑھا دیا جائے یا پھر آپ supplementary پر کوئی پابندی لگا دیں کہ supplementary دو تین سے زیادہ نہ ہو سکیں تاکہ باقی ممبران کی بھی باری آ سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل بڑی اچھی بات ہے۔(قطع کلامیاں)

No cross talk, no cross talk. جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ نے جو ضمنی سوال کیا ہے تو میں اپوزیشن ارکان کا احترام کرتے ہوئے اس کے جواب میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ ان کے جواب کا پہلا حصہ درست ہے اور دوسرا حصہ بھی درست ہے۔ ورنہ اگر میں اس تفصیل میں جاؤں کہ کس بنیاد پر انہیں چیئرپرسن بنایا گیا تھا اور کس بنیاد پر انہیں اب تک جاری رکھا گیا اور کس بنیاد پر یہ ادارہ بنایا گیا اور کس بنیاد پر یہ سارا کچھ ہوا تو میرا خیال ہے یہ پھر اٹھ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ درست ہے کہ یہ تقرریاں بالکل سیاسی بنیادوں پر ہوئی تھیں اور اس وقت ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ نے چیئرپرسن سے resign کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

DR. ZAMURAD YASMIN RANA: Sir, Child Protection and Welfare Bureau has been working for the welfare of the children.

اس میں question یہ ہے کہ ہمارے پاکستان میں تین big industrial cities ہیں جن میں کچھ چھپ چھپا کر اور کچھ کھلے عام child labour ہو رہی ہے۔ ان industrial owners کے خلاف کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ایک اور supplementary question arise ہوتا ہے کہ:

At least, six thousand rupees have been fixed for the labourer.

گورنمنٹ کے اس rule کی کھلے عام violation ہو رہی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے معزز بھائیوں سے ایک بات کروں گی جو ماضی قریب اور ماضی بعید کی باتیں کر رہے ہیں۔ یہ اپنی کل کی بات بھول چکے ہیں، میں ان کی خدمت میں صرف اور صرف ایک شعر عرض کرنا چاہتی ہوں کہ:

وقت پر قطرہ ہے کافی ابر خوش اندام کا
جل گئی کھیتی اگر برسا تو پھر کس کام کا

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ لاوارث بچوں کو ان اداروں میں کتنی دیر تک رکھا جاتا ہے؟ کیا یہ درست ہے کہ بچے یہاں سے جانے کے بعد دوبارہ سڑکوں پر بھیک مانگنے نہیں آتے؟ انہوں نے کہا ہے کہ بچوں کا ادارے سے نکل کر دوبارہ بھیک مانگنے کا تناسب 7 فیصد ہے یہ سراسر غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے کہا ہے کہ وہ بچے دوبارہ سڑکوں پر بھیک مانگنے نہیں آتے تو کیا کبھی انہوں نے یہ چیک کیا ہے کہ وہاں سے جانے کے بعد بچے کہاں جاتے ہیں؟ یہ کہتے ہیں ناں کہ بچوں کو ہم تربیت دیتے یا کام سکھاتے تھے اس کا بھی یہ معاوضہ لیتے تھے۔ ان اداروں میں جتنے لوگ کام کرتے ہیں انہیں سیاسی بنیادوں پر بھاری تنخواہیں دے کر رکھا گیا تھا، انہوں نے کوئی بھی اصلاح کا کام نہیں کیا۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ کتنے بچے دوبارہ سڑکوں پر آئے ہیں اور اگر ان میں سے سزا ہوئی ہے تو کتنے لوگوں کو سزا ہوئی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ عدالت سے جرمانہ یا سادہ قید کی سزا دی جاتی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کتنے بچے ہیں جو دوبارہ سڑکوں پر نہیں آئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس تفصیل کا ذکر کیا ہے سوال میں وہ تفصیل تو پوچھی نہیں گئی، اس لئے وہ تو میرے پاس موجود نہیں ہے، اگر وہ چاہیں تو اسے دوبارہ ادارے سے منگوایا جا سکتا ہے یا وہ fresh question کر لیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق

ہے کہ جو بچے سڑکوں پر بھیک مانگتے ہیں یا commercial labour والا معاملہ ہے تو اس کو ادارہ حفاظتی تحویل میں لیتا ہے اور اس کے بعد جب ان کے ماں باپ مل جائیں تو ان سے ensurance لی جاتی ہے کہ وہ دوبارہ انہیں اس کام پر نہیں لگائیں گے۔ وہ ensurance کے بعد بچوں کو لے جاتے ہیں لیکن بعد میں بھی کچھ شکایات ہیں کہ وہ بچے دوبارہ بھیک مانگنے میں involve ہو جاتے ہیں تو اس کے متعلق یہ ہے کہ پھر سزا اور جرمانے کا تناسب تھوڑا بڑھا دیا جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ ادارہ warning اور سمجھانے پر زور دیتا ہے اور اس کے بعد پھر سزا کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ عارفہ صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں نے پوچھنا ہے کہ ڈاکٹر فائزہ اصغر یو اے ای سے تقریباً 700 بچے لے کر آئی تھیں وہ انہوں نے واپس اپنے اپنے گھروں میں پہنچا دیئے۔ ان کے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ بچے واپس اپنے اپنے گھروں میں رہ رہے ہیں یعنی وہ دوبارہ بیچ نہیں دیئے گئے اس کے بارے میں انہوں نے کوئی detail کبھی نہیں دی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب محمد یار ہراج!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں supplementary question پوچھنا چاہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ سیاسی طور پر appoint کئے گئے لیکن یہاں لکھا ہوا ہے کہ وہ فلاح و بہبود کے لئے appoint کئے گئے۔ پھر انہوں نے کہا کہ وہ qualified نہیں تھے اور political favour پر appoint کئے گئے۔ یہاں لکھا ہوا ہے کہ وہ American Board of Pediatrics کے ممبر ہیں۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ یہ فیصلہ کب کریں گے کہ وہ سیاسی طور پر appoint ہوئے تھے یا عوام کی فلاح کے لئے appoint ہوئے تھے؟ میرا complete supplementary question یہ ہے کہ اگر یہ political appoint ہوئے تھے تو پچھلے 5 مہینے میں اس کو ختم کیوں نہیں کیا گیا اور اس پروگرام کو آگے چلانے کا حکومت کا کوئی منصوبہ ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ہراج صاحب! میں آپ کو ایک بات کہوں گا کہ اگر آپ جواب پڑھیں تو اس میں ہے کہ "درست ہے کہ حکومت پنجاب نے لاوارث بچوں کی فلاح و بہبود" کسی اور کی فلاح و

بہبود نہیں، لاوارث بچوں کی فلاح و بہبود کی بات ہو رہی ہے تو یہ آپ کا سوال بنتا نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ کافی بات ہو چکی ہے۔۔۔جی، اعجاز شفیع!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرا supplementary question یہ ہے کہ:

1۔ اگر یہ ادارہ بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہا ہے تو کیا حکومت اس کی بہتری کے لئے کوئی اقدامات کرنا چاہتی ہے؟

2۔ اگر یہ ادارہ بچوں کی فلاح و بہبود کا کام نہیں کر رہا تو کیا حکومت اس کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو ایک نیا سوال ہو گیا ناں۔ اس میں تو یہ ہے ہی نہیں۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں جواب دے دیتا ہوں۔ میں اپنے محترم بھائی اعجاز شفیع صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ادارہ بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے قائم کیا گیا تھا اور اس میں کسی اور کی فلاح و بہبود کا خیال رکھنا قطعاً غلط تھا تو اس میں اس غلطی کا ازالہ کر دیا جائے گا اور اس ادارے کو بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے قائم رکھا جائے گا۔ حکومت کا یہ ارادہ ہے کہ اس کو قائم رکھے گی اور یہ کام کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے اس سوال پر کافی بات ہو چکی ہے۔ اب اگلا سوال جناب سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: On his behalf. 204 (سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر چودھری عامر سلطان چیمہ نے طبع شدہ سوال نمبر 204 دریافت کیا)

شادمان کے علاقے میں ایک گیسٹ ہاؤس پر ایس ایچ او شادمان کا چھاپہ

*204: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایک موقر اخبار کے مطابق مورخہ 7۔ مئی 2008 شادمان کے علاقے میں ایک گیسٹ ہاؤس پر ایس ایچ او تھانہ شادمان نے چھاپہ مار کر 30 لڑکے اور لڑکیوں کو رنگ رلیاں مناتے ہوئے گرفتار کیا۔ بعد ازاں کچھ لڑکے اور لڑکیوں کو ایس۔ ایچ۔ او تھانہ شادمان نے بھاری رقم رشوت لے کر اعلیٰ شخصیات کی سفارش پر چھوڑ دیا؟

(ب) کیا حکومت بھاری رشوت لینے پر ایس ایچ او تھانہ شادمان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) مورخہ 08-05-07 کو انسپکٹر شاہد رشید ایس ایچ او تھانہ شادمان لاہور مع ملازمان بغرض گشت چوک شادمان میں موجود تھے کہ مخبر خاص نے اطلاع دی کہ شادمان پیلس میں کچھ افراد ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اس اطلاع پر ایس۔ایچ۔او تھانہ شادمان نے رات تین بجے مع ہمراہیاں ریڈ کیا تو گیٹ پر موجود تین چار افراد یہ کہتے ہوئے بھاگ گئے کہ پولیس آ گئی ہے۔ جب اندر چیکنگ کی گئی تو وہاں پر مختلف کمروں میں عورتوں اور مردوں کو محو عیش و عشرت پایا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ناجائز اور غیر اخلاقی مقصد کے لئے مالک ہوٹل حاجی محمد اشفاق نے رقم دے کر عورتوں کو حاصل کر کے آگے رقم مردوں سے حاصل کر کے پیش کی ہیں۔ ان تمام 31 مردوں اور عورتوں کے خلاف مقدمہ نمبری 157/08 مورخہ 08-05-07 بجرم 371/A/B ت پ تھانہ شادمان درج کیا گیا اور تفتیش بذریعہ انسپکٹر محمد اسلم انچارج انویسٹی گیشن تھانہ شادمان لاہور عمل میں لائی گئی جس نے دوران تفتیش لیڈی پولیس کو طلب کر کے ملزمہ عورتوں سے دریافت عمل میں لائی اور مرد ملزمان سے خود پوچھ گچھ کی، ان سب ملزمان کے خلاف ثبوت قابل گرفتاری پا کر گرفتار کیا اور مورخہ 08-05-07 کو عدالت پیش کر کے سنٹرل جیل لاہور میں جوڈیشل ریمانڈ پر بھجوایا۔ ملزمان مقدمہ بالا میں گناہ گار پائے گئے ہیں اور ان کا چالان مرتب کر کے ارسال عدالت مجاز کیا گیا ہے۔

(ب) ایس۔ایچ۔او تھانہ شادمان نے کسی سے کوئی رشوت نہ لی ہے۔ لہذا اس کے خلاف کسی قسم کی ضابطہ /قانونی کارروائی نہ کی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جز (الف) میں سوال کیا گیا تھا کہ یہ اخبار کی خبر تھی اور چھاپہ مار کر 30 لڑکے اور لڑکیوں کو رنگ رلیاں مناتے ہوئے گرفتار کیا گیا اور جز(ب) میں سوال کیا گیا تھا کہ بھاری رشوت لے کر ان کو چھوڑ دیا گیا جبکہ وزیر صاحب نے جو جواب دیا ہے اس میں انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے ان کا چالان پیش کر دیا ہے اور ان کو چھوڑا نہیں گیا۔ اب یہ بتایا جائے کہ

ملزمان ابھی بھی باہر پھر رہے ہیں تو وہ کس قانون کے تحت باہر پھر رہے ہیں؟ کیا یہ درست نہ ہے کہ ایس ایچ او نے ان کے ساتھ ملی بھگت کر کے ان کو بے گناہ قرار دے کر خود عدالت سے چھڑوایا تھا۔ اس پر واضح کر دیا جائے کہ اس طرح کے اقدامات کے لئے حکومت آئندہ کیا ارادہ رکھتی ہے کہ معاشرے کی اصلاح ہو اور نوجوانوں کو جو گمراہ کیا جا رہا ہے اور جو ایسے ادارے بنے ہوئے ہیں جیسے rest houses اور قحبہ خانوں کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور ان کے خلاف حکومت کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چیمہ صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ان میں سے کچھ آدمیوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس میں جو تعداد یعنی 31 مردوں اور عورتوں کے خلاف مقدمہ نمبری 157/08 مورخہ 08-5-7 بجرم 371/A/B (ت پ) تھانہ شادمان درج کیا گیا اور تفتیش بذریعہ انسپکٹر محمد اسلم بروئے کار لائی گئی اور اس کے بعد ان تمام ملزمان کو گرفتار کر کے چالان عدالت میں پیش کیا گیا۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو 31 مرد اور عورتیں تھیں ان سب کا چالان عدالت میں پیش کیا گیا تھا۔ مجھے پھر بدقسمتی سے یہ کہنا پڑے گا کہ یہ جو رنگ رلیاں منانے والی بات ہے یہ آپ کو پتا ہے کہ 5 سال تک جو رنگ رلیاں منائی جاتی رہی ہیں، 18۔ فروری کو عوام نے ان کو پکڑا اور (ق) لیگ جنرل مشرف کے ساتھ مل کر جو رنگ رلیاں 5 سال تک مناتی رہی اس کو عوام نے پکڑا، مقدمہ درج ہوا (ق) لیگ فارغ ہو گئی اور اب جنرل بھی فارغ ہونے والا ہے۔ ان کا چالان بھی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ حکومت ان کو یہ یقین دلاتی ہے کہ کسی کو چھوڑا نہیں جائے گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کا ریکارڈ درست کروانا چاہتا ہوں بلکہ ہم نے اپنے camp کے اندر eye camp بھی لگوایا تھا کہ شاید ان کی آنکھیں کافی کمزور ہیں۔ یہ وقوعہ 07-05-08 کا ہے یعنی یہ 7۔ مئی 2008 کا وقوعہ ہے۔ اب بھی یہ عیش و عشرت کے جو اڈے چلا رہے ہیں یا اس حکومت کے زیر سایہ چل رہے ہیں تو یہ اس کا جواب دیں کہ یہ ان اڈوں، قحبہ خانوں،

ہوٹلوں اور rest houses کو بند کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا ان کو اسی طرح continue کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو معاملہ ہے اس میں بڑا واضح 2008-05-07 لکھا ہوا ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ کیس پچھلے 5 سال کا ہے۔ میں نے تو پچھلے 5 سال کی بات کی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجابی کی کہاوت ہے کہ "چور چوری سے جاتے ہیں ہیرا پھیری سے نہیں جاتے" اب یہ جو تھوڑی بہت ہیرا پھیریاں ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا تدارک کر دیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جواب میں پولیس کا موقف بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے ریڈ کیا اور مقدمہ درج ہوا لیکن یہاں پر کسی جگہ ذکر نہیں ہے کہ کس قانون کے تحت، کس مجسٹریٹ سے وارنٹ لے کر انھوں نے یہ ریڈ کیا؟ کیا مجسٹریٹ صاحب موجود تھے جب انھوں نے اس ہوٹل کی تلاشی لی یا اس کے اندر گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو پیچیدگیاں ہیں۔ آپ بھی وکیل ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ this is not ambit of this Assembly مطلب ہے کہ اس کے اندر پرچہ ہو گیا ہے۔ اگر اس میں کوئی خرابیاں ہوں گی یا کچھ اور ہو گا تو that is ambit of the courts آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ "چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے۔" اب انھوں نے on the floor of the House یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ ہیرا پھیری پر ابھی قائم ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم اگلے سوال کی طرف آتے ہیں۔ اگلا سوال ملک جہانزیب وارن صاحب کا ہے۔ اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ ویسے بھی یہاں پر ایک معزز ممبر نے بات کی تھی کہ جن سوالات کے جوابات نہیں آتے ان کا کیا ہوتا ہے تو

rules یہ ہیں کہ جس کا جواب نہ آئے تو وہ سوال خود بخود pending ہو جاتا ہے کہ جب تک اس کا جواب نہ آ جائے۔اس کے بعد اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر 264

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے زیر انتظام اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*264: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے زیر انتظام مختلف مقامات پر ادارے موجود ہیں، ان اداروں کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) مذکورہ بیورو نے جو ادارے بنائے ہیں ان کے لئے زمین خریدی گئی، مخیر حضرات نے امداد کے طور پر دی یا حکومت نے فراہم کی ہے، علیحدہ علیحدہ ادارے کے مطابق تفصیل ایوان کو فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ بیورو کے لئے 06-2005، 07-2006 اور 08-2007 کے بجٹ میں کتنی کتنی رقم مختص کی گئی تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بیورو کے لئے اندرون ملک اور بیرون ملک سے مالی امداد ملتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ کے آغاز سے اب تک کتنی مالی امداد ملی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے ماتحت تمام اداروں کو 08-2007 میں کتنی کتنی رقم فراہم کی گئی ہے، علیحدہ علیحدہ تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے زیر انتظام مختلف مقامات پر ادارے موجود ہیں۔یہ ادارے اس وقت لاہور، گوجرانوالہ، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں کام کر رہے ہیں جب کہ سیالکوٹ میں عنقریب ادارہ کام کرنا شروع کر دے گا۔لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن کا ادارہ چونا گراؤنڈ انگوری باغ سکیم شالامار لنک روڈ، گوجرانوالہ میں محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤس ہسپتال روڈ، ملتان میں چونگی نمبر 1 سورج میانی روڈ، فیصل آباد میں

سرگودھا روڈ کمال پور بائی پاس اور راولپنڈی میں کوٹھا کلاں نزد اٹک ریفائنری اور سیالکوٹ میں میانہ پورہ عقب سبزی منڈی میں زیر تعمیر ہے۔

(ب) بیورو لاہور میں محکمہ اوقاف سے مبلغ 13،37،151 روپے کے عوض پٹہ پر جگہ حاصل کی، گوجرانوالہ میں محکمہ انہار اور سیالکوٹ میں محکمہ سوشل ویلفیئر نے جگہ دی جبکہ ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں کرایہ کی بلڈنگ میں ادارے کام کر رہے ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب نے مالی سال 06-2005 میں 122.186 ملین، 07-2006 کے لئے 149.983 ملین اور مالی سال 08-2007 کے لئے 122.186 ملین روپے رقم مختص کی تھی۔

(د) یہ درست ہے کہ بیورو کو اندرون ملک اور بیرون ملک مالی امداد ملتی رہتی ہے جو مختلف سرگرمیوں پر خرچ کی گئی اس کی تفصیل یوں ہے:۔

1- یونیسف کی طرف سے بیورو کو مختلف سالوں میں اب تک مبلغ 44810425 روپے ملے ہیں۔ جس میں سے اونٹ دوڑ میں استعمال ہونے والے بچوں کے لئے دفاتر و رہائش، خوراک، لباس، تعلیم، صحت وغیرہ پر خرچ کرنے کے علاوہ مختلف قسم کے سیمینارز، تربیتی ورکشاپس اور بچوں کے حقوق کی آگاہی کے لئے خرچ کئے گئے۔ مزید براں بچوں کو تعلیمی وظائف، بائیسکل کی فراہمی کے علاوہ دیگر ضروریات پر خرچ کئے ہیں۔

2۔ اقوام متحدہ کے ادارہ برائے ڈرگ کنٹرول نے مبلغ 3079083 روپے مہیا کئے جو نشہ کی لعنت میں ملوث بچوں کی بحالی پر خرچ کئے۔

3۔ اقوام متحدہ کے ادارہ آئی ایل او نے مبلغ 280060 روپے فراہم کئے جو کہ تربیتی ورکشاپ کے علاوہ مختلف سرگرمیوں پر خرچ کئے گئے۔

4۔ یو۔اے۔ای گورنمنٹ نے مبلغ 10068061 روپے دیئے جو ان بچوں کو تلاش کرنے اور بحالی کے لئے جو 1993 سے لے کر اب تک متحدہ عرب امارات میں اونٹ دوڑ میں استعمال ہوتے آئے ہیں۔ اس مقصد کے لئے مختلف جگہوں پر دفاتر کا قیام، سٹاف کی تنخواہوں، فرنیچر و مشینری، گاڑیوں کی خریداری کے علاوہ مختلف سرگرمیوں پر خرچ کئے گئے۔

(ہ) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو ماتحت اداروں کو علیحدہ سے رقم فراہم نہیں کرتا بلکہ تمام اخراجات لاہور آفس سے کئے جاتے ہیں۔مالی سال 08-2007 میں 122.186 ملین روپے فراہم کئے گئے ہیں۔ مورخہ 30۔اپریل 2008 تک بیورو نے مبلغ 69405957 روپے خرچ کئے ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! unfortunately پھر ماضی سے جڑا ہوا جواب ہے۔ میں نے صرف یہ پوچھنا ہے کہ بہت سی عمارتوں کے بارے میں جز (ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ "ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی میں کرائے کی عمارتوں میں ادارے کام کر رہے ہیں۔" جب اتنی زیادہ بیرونی امداد موجود تھی تو پھر عمارتیں کرائے پر لینے کی بجائے خریدی کیوں نہیں گئیں؟

جناب سپیکر! اس کے بعد میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے جز (د) کے جواب میں سیریل نمبر میں بیرونی امداد کا ذکر کیا ہے کہ بیرونی امداد سے ملازمین کو تنخواہ بھی دی جاتی تھی، ملازمین کو تنخواہیں کیوں دی جاتی تھیں؟ جب کہ محکمے کے لئے مالی سال میں فنڈز بھی مختص کئے جاتے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں یہ بات محترمہ کی درست ہے کہ جب اتنی رقم اس ادارے کے پاس موجود تھی تو پھر عمارتوں کو کرائے پر لینے اور لیز پر لینے کی کوشش کیوں کی گئی؟ ہو سکتا ہے کہ اس میں بعض اوقات عمارتوں مالکان کو فائدہ پہنچانے والی بات ہوتی ہے۔ اس میں یہی ہے کہ اس سارے معاملے کو check up کر کے جہاں جہاں بھی کوئی کمی، کوتاہی ہو گی اس کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جز (د) کے چوتھے نمبر پر لکھا ہے کہ یو اے ای گورنمنٹ نے مبلغ ایک کروڑ روپے سے زیادہ امداد دی جو گمشدہ بچوں کو تلاش کرنے اور ان کی بحالی کے لئے جو 1993 سے لے کر اب تک متحدہ عرب امارات میں اونٹ دوڑ میں استعمال ہوتے رہے ہیں یعنی specifically اس میں بتایا گیا ہے کہ اس مقصد کے لئے ایک کروڑ روپے سے زیادہ رقم دی گئی۔ آگے جواب یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے مختلف جگہوں پر دفاتر کا قیام، سٹاف کی تنخواہیں، فرنیچر اور مشینری اور گاڑیوں کی خریداری کے علاوہ مختلف سرگرمیوں پر خرچ کئے گئے تو میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ misappropriation of funds نہیں ہے کہ جس کام کے لئے

funds دیئے گئے تھے اس پر استعمال کرنے کی بجائے کہیں اور استعمال کئے گئے ہیں۔اس کے اوپر حکومت کیاکارروائی کرنے کے لئے تیار ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! واقعی یہ ایک کروڑ روپے کی بہت بڑی رقم ہےاوراس کو خرچ کرنے کابتایاگیاہے کہ یہ تنخواہوں، فرنیچر، مشینری اور گاڑیوں کی خریداری کے علاوہ مختلف سرگرمیوں پر خرچ کی گئی ہے۔وہ جو پہلے بات ہوئی ہے کہ اب مختلف سرگرمیوں میں وہ رنگ رلیاں بھی آ جاتی ہیں تو ہم ان کی ساری انکوائری کر رہے ہیں۔یہ لوگ جب پکڑے جائیں گے تو پھر ہمارے یہ دوست شور مچائیں گے کہ اب ہماری victimization ہو رہی ہے۔ہراج صاحب! ان مختلف سرگرمیوں کی تفصیل بڑی بھیانک ہے، اس لئے آپ اگر ضمنی سوال نہ ہی کریں توزیادہ بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ انبساط صاحبہ!

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔بڑی دفعہ یہ بات ہوئی ہے۔میں نے کل بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تو بہت زیادہ یہاں پر hooting ہوئی، شایداب بھی شروع ہو جائے اور میری آواز دبانے کی کوشش کی جائے۔میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ بار بار رنگ رلیاں، رنگ رلیاں، گریبان اور ضمیر کی باتیں کرتے ہیں۔میرے خیال میں راناصاحب تھوڑی سی رنگ رلیاں کہیں جا کر منا آئیں تو situation کافی بہتر ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ personal attack نہ ہی کریں تو بہتر ہو گا۔آپ اپنی بات تک رہیں۔

محترمہ انبساط حامد: جہاں تک بات ہے کہ کن چیزوں پر action لیا جارہاہے اور کن پر نہیں تو اس کے لئے میں یہ کہوں گی کہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

معزز ممبران حزب اقتدار: لوٹی، لوٹی۔۔۔

MR. ACTING SPEAKER: No cross talk, no cross talk. Order in the House, order in the House.

محترمہ انبساط حامد: پاکستان مسلم لیگ(ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی ازل سے ایک دوسرے کے دشمن رہے ہیں۔ان کے مسئلے کبھی حل نہیں ہوں گے۔Thank you very much

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے۔ وہ میری بہن ہیں۔ میں ان پر کوئی personal attack نہیں کرتا لیکن میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میں ایسی جگہوں سے واقف نہیں ہوں اور مجھے ضرورت بھی نہیں ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو پھر ان سے رہنمائی لے لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے موضوع پر مختلف قسم کے سوالات 164,264,265 اور 492 آئے ہیں اور اس میں کافی سارے issues ہیں جس طرح رانا صاحب نے point out کیا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں۔ رانا صاحب مناسب سمجھیں تو سپیشل کمیٹی یا کسی بھی کمیٹی کو یہ issue refer کر دیں تاکہ اس کے تمام points thrash out کئے جائیں اور اس کی مکمل انکوائری ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں ہم یہاں پر بیٹھے یہی بات کر رہے ہیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمٰی زاہد بخاری: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عظمٰی بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمٰی زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے بڑا categorical سوال پوچھا تھا اور اس میں بڑا categorical جواب موجود ہے۔ میں منسٹر صاحب سے صرف یہ یقین دہانی چاہتی ہوں کہ categorically ایک بات سامنے آ گئی ہے کہ misappropriation of funds ہوا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ ہمارا کوئی لوکل فنڈ نہیں تھا بلکہ یہ فنڈز دوسرے ملک نے ایک specific کام کرنے کے لئے دیئے تھے جو نہیں کئے گئے تو میں منسٹر صاحب سے assurance چاہتی ہوں کہ misappropriation of funds کا کیس گورنمنٹ کو دائر کرنا چاہئے کیونکہ اس کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر حکومت کیا action لینے کے لئے تیار ہے اور یہ کیس کب تک درج کر دیا جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس طرح براہ راست کیس درج نہیں کروایا جا سکتا۔اس کا آڈٹ یاانکوائری کروائی جا سکتی ہے اس کے بعد پھر جو بھی ثابت ہو گا اس پر کارروائی ہو سکتی ہے۔ میں محترمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آج ہی محکمے سے کہتا ہوں کہ اس کی انکوائری کروالیں،audit and reportچیک کرلیں اس میں جو بھی چیز پائی جائے اس کے مطابق کارروائی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: کافی بات ہو گئی ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: ایک اہم بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک منٹ بات کرلیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! بحث توکافی ہو گئی کہ پچھلے دور میں کیا ہوا ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ orphan childs کا جو mission ہے یہ بہت بڑی عبادت ہے اور اس میں ہم میں سے کوئی بھی اگر اپنا roleادا کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی کوئی بات نہیں ہے۔ Let's go to that sideاس میں، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں کرائے کی buildings میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ملتان کے حوالے سے میں ایک offer کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے وہاں پر سرکاری زمین کافی موجود ہے وہ ہم provide کروا دیتے ہیں، اگر وہ نہ مل سکی تو ملتان میں اس ادارے کے لئے میں اپنی طرف سے زمین دینے کے لئے تیار ہوں تاکہ یہ نیک کام ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کا بڑا ہی honourable gesture ہے اور منسٹر صاحب اس حوالے سے آپ سے رابطہ کرلیں گے۔ جی، آمنہ صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو مجھے ایک بات پر بے حد افسوس ہے کہ ایک انتہائی اہم issue پر بات ہو رہی ہے اگر اسے بھی ہنسی مذاق میں اڑا دیا جائے تو یہ غلط وتیرہ ہے۔ ہم جس منصب پر بیٹھے ہوئے ہیں اس کی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اس کو بڑے قاعدے سے چلائیں۔ان اہم issues کی اگر ہم مدح سرائی نہیں کر سکتے یا اس میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتے تو ایک ایسے ادارے جس

کو بڑی نیک نیتی سے چلایا گیا اور جس خاتون نے اسے چلایا اس کے ہاتھ اور اس کا کردار ہر طرح سے پاک ہے۔ بجائے اس کے کہ اس کی مدح سرائی کی جاتی، داد رسی کی جاتی بلکہ اس کی کردار کشی کی جا رہی ہے اور اس کے خلاف طرح طرح کی باتیں کی جا رہی ہیں۔ اس میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ۔

ہم کو شاہوں سے عدالت کی توقع تو نہیں
آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا لیتے ہیں

جناب والا! ایک ایسا مثبت کام ہوا ہے اور یہ Child Protection Bureau کا ادارہ ایسا زبردست ادارہ بنایا گیا ہے کہ ہم سب کا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ جس عوام نے ووٹ دے کر ہمیں یہاں بھیجا ہے ان کے بچوں کی تقدیروں اور ان کے مستقبل کو محفوظ بنانے کے لئے ہم سب یہاں یکجا ہوں اور ایسے ادارے ہر جگہ بنائیں۔ یہ بھی ضروری ہے کیونکہ چھوٹی موٹی غلطیاں اداروں میں ہر جگہ ہوتی ہیں اس لئے اسے شفاف بنایا جائے یہی ہمارا جذبہ اور عمل ہونا چاہئے۔ وزیر قانون "جناب عمر شریف" نہ بنیں بلکہ رانا ثناء اللہ صاحب ہی رہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! Personal attack آپ نہیں کر سکتیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

MRS. AYESHA JAVED: Sir, I just want to highlight that the opposition does not know only to criticize. But I appreciate your conduct is well and I would like to bring it to notice that the way you are conducting the procedure right now. It is really commendable and the way you are keeping the discipline of the House. We appreciate the way you are giving the time to the opposition to express the views. Thank you.

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں آمنہ الفت صاحبہ کی بات کے جواب میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کسی بھی ادارے کی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے ان کی بات کا جواب نہیں دینا۔ آپ نے صرف اس سوال کے بارے میں بات کرنی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: کسی بھی ادارے کی transparency بہت ضروری ہے۔ اس لئے ہم یہ سوالات کر رہے ہیں۔ ہمارا personally فائزہ اصغر کی ذات کے اوپر attack کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے but we need to know کہ اس ادارے میں کیا ہوتا رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اب ہم اگلے سوال کی طرف آتے ہیں۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر 265

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈی۔ جی چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپورٹیں و دیگر تفصیلات

*265۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے، اسے تعینات کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپوٹ تیار کرتا ہے؟

(ج) اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر کون تعینات ہے اور ان کا تجربہ کیا ہے؟

(د) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو بیورو کے قیام سے اب تک جتنی پراگریس رپورٹیں پیش کی گئی ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے اس کی تعیناتی حکومت پنجاب قواعد کے مطابق کسی سرکاری محکمہ سے ڈیپوٹیشن پر کرتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپورٹ تیار کرتا ہے۔

(ج) اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر جناب محمد خالد تعینات ہیں جو کہ عورتوں، نوجوانوں اور بچوں کے حقوق کے بارے میں کام کرنے کا 24 سالہ وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔

(د) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو نے اب تک دو پراگریس رپورٹیں تیار کی ہیں جبکہ تیسری سالانہ رپورٹ مالی سال 08-2007 کے بعد پیش کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جو ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں مقرر کئے جاتے ہیں ان کی تنخواہ کا پیکج کیا ہے؟ دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ ان کو کون سی جگہ پر ٹریننگ دی جاتی ہے کہ یہ عورتوں اور نوجوانوں کی بہبود کے لئے 24 سال کا تجربہ رکھتے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کس طرح سے ان کی ٹریننگ ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محترمہ نے جو سوال پوچھا تھا وہ چیف ایگزیکٹو کی تعیناتی کے طریق کار سے متعلق تھا لیکن اس میں تنخواہ کے پیکج کا ذکر نہیں تھا۔ اگر یہ اس کی تفصیل چاہیں تو یہ fresh question دے دیں یا پھر مجھ سے کہیں تو میں ان کو pay package کی تفصیل فراہم کر دوں گا۔ دوسرا انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کی ٹریننگ سے متعلق کیا طریق کار اختیار کیا جاتا ہے تو اس میں جہاں تک ڈائریکٹر جنرل، چیف ایگزیکٹو، چیئرپرسن اور دوسرے جو آفیسرز ہیں وہ مختلف محکموں سے لئے جاتے ہیں اس لئے وہ already گورنمنٹ کے trained officers ہوتے ہیں اس لئے as such نئے سرے سے ان کی ٹریننگ کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اس وقت جو ڈائریکٹر جنرل تعینات ہیں یہ کب سے تعینات ہیں اور ان کی مدت ملازمت کب ختم ہو رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): سوال کے جز (ج) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر کون تعینات ہیں اور ان کا تجربہ کیا ہے تو اسی کے مطابق جواب یہ ہے کہ اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر جناب محمد خالد تعینات ہیں جو کہ عورتوں، نوجوانوں اور بچوں کے حقوق کے بارے میں کام کرنے کا 24 سالہ وسیع تجربہ رکھتے ہیں اور اس سے پہلے وہ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتے رہے ہیں۔ جو سوال پوچھا گیا تھا اس کے مطابق ہی information دی گئی ہے۔ fresh information کے لئے پھر یہ fresh question دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ fresh information چاہتی ہیں تو منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں۔ میرے خیال میں اس سوال پر بھی کافی بات ہو چکی ہے۔ اگلا سوال نمبر 283 مخدوم سید احمد محمود صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں، disposed of ہوا۔ اگلا سوال نمبر 378 میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ) کا ہے ان کے سوال کا ابھی جواب نہیں آیا لہذا یہ pending کیا جاتا ہے۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کے سوال نمبر 385 کا جواب بھی نہیں آیا لہذا یہ بھی pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جب میں نے یہ سوال بھیجا تھا تو اس کی تاریخ دیکھیں کہ 22 مئی کو بھیجا گیا ہے۔ اتنے دن گزرنے کے باوجود بھی اگر جواب نہ آئے تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم اپنے معاملات میں سنجیدہ ہی نہیں ہیں۔ ہم جب تک سنجیدگی سے اپنے معاملات اور کام کو نہیں لیں گے، ہم ملک کو پیچھے کی طرف دھکیلتے چلے جائیں گے اور آگے کی بات کرنے کا کیا بلکہ سوچنے کا بھی تصور نہیں کر سکتے۔ براہ مہربانی اداروں کو تاکید کی جائے کہ وہ سنجیدگی سے معاملات کو لیں اور اس حکومت کی گاڑی کو چلانے میں اپنا رویہ سنجیدہ کریں۔ ہم رویوں کے بحران سے ہی گزر رہے ہیں otherwise ہمارے ملک میں اور کوئی بحران نہیں ہے۔ کسی قسم کے مواخذے کی ضرورت نہیں تھی، کسی قسم کے وکیلوں

کے issues کی ضرورت نہیں تھی۔ صرف اپنے کردار اور اپنی ذمہ داری کو پہچاننے کی ضرورت ہے لہذا ہمیں ان رویوں کے بحران کے اوپر سوچنے کی ضرورت ہے۔ ہم جہاں بیٹھے ہوئے ہیں اس منصب کی پاسداری کریں۔ ہم یہاں ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں کوئی "کراؤن تھیٹر" میں نہیں بیٹھے ہوئے کہ ہم اِدھر اُدھر اور ہنسی مذاق کی باتیں کر کے چلے جائیں۔

MR. ACTING SPEAKER: Stick to the point.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! براہ مہربانی ان سوالوں کے جوابات کو regular کرنے کے لئے کوئی سختی کریں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو رویوں کی بات کی ہے میں بالکل اس کی تائید کرتا ہوں اور میں اس معزز ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ اس وقت تک ہوم ڈیپارٹمنٹ کو جتنے بھی سوال موصول ہوئے تھے، سب کے سب ہم اس answer sheet میں لائے ہیں۔ اس میں 12۔ جون پھر اس کے بعد 13۔ جون کو جواب موصول بھی ہوئے ہیں۔ حالانکہ اس میں 15 دن کا وقت مختص ہے، وہ جواب بھی اس answer sheet میں موجود ہیں۔ جن سوالوں کے جواب مئی کے مہینے میں کئے گئے اور ان کے جواب آج یہاں پر نہیں ہیں میں on the floor of the House اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ میں یہ معاملہ نہ صرف ہوم سیکرٹری بلکہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے نوٹس میں بھی لایا ہوں اور اس وقت یہاں پر ڈیپارٹمنٹ کے ایڈیشنل سیکرٹری موجود ہیں، انہوں نے اس بات کی یقین دہانی کرائی ہے کہ آئندہ اس قسم کی کوتاہی بالکل نہیں ہو گی۔ میں خود بھی اس بات کا خیال رکھوں گا کہ جو سوالات within time ہوں ان کا جواب ہر قیمت میں آنا چاہئے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! ایک اچھا point انہوں نے raise کیا ہے کہ سوالات کے جواب جلدی آنے چاہئیں۔ میں پھر ماضی کی بات کروں گی کہ ماضی میں تین تین سال تک سوالوں کے جواب نہیں آتے تھے لیکن وہ بھی ایک اچھی بات نہیں تھی، وہ بھی غلط تھی۔ میری محترم بہنیں پھر یہ

کہتی ہیں کہ یہ ماضی کی طرف بہت جاتے ہیں۔ دراصل ہم نے تو ماضی میں پانچ سال تک یہی دیکھا ہے جو کہ سوال دیا جاتا تھا پورے تین سال کے بعد اس کا جواب آتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کی بات ہو گئی۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہوں گی کہ وقفہ سوالات میں جو بزنس ہے وہ سوالات ہیں اور ان کا جواب ہے۔ سوال ادھر سے ہوتا اور جواب ادھر سے پوائنٹ آف آرڈر پر آتا ہے۔ یہاں سے اس کا جواب آتا ہے اور ادھر سے پھر سوال کیا جاتا ہے۔ براہ مہربانی اس کو discourage کیا جائے اور

Let's take to the questions and the answers of the questions in this one hour and point of order should be discouraged during the question hour session.

اگر کسی کو بہت ضروری پوائنٹ آف آرڈر کہنا ہے تو business of the House جب ختم ہو جائے تو اس کے بعد zero hour رکھ لیں اس پر یہ discussion کر لی جائے تو بہتر ہے۔ شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ سوال نمبر 378 جو pending ہو رہا ہے یہ لاہور کے متعلقہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ pending اس لئے کیا جا رہا ہے کیونکہ وزیر قانون میں ابھی اتنا دم خم نہیں ہے کہ وہ ایک ڈی ایس پی اور دو انسپکٹروں کے خلاف جو چارج لگایا گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: this is very personal attack ہم نے اس ہاؤس کو چلانا ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: حکومت کے علم میں شاید یہ نہیں ہے کہ 11۔جون 2008 کا یہ سوال ہے جس میں دو سب انسپکٹر منصور اکبر اور صادق وڑائچ اور ایک ڈی۔ایس۔پی خالد متین ہے۔اگر یہ issue کسی دوسرے علاقے کا یا دور دراز کا ہو تو وزیر قانون یا حکومت کی بات سمجھ آ سکتی ہے کہ ابھی جواب آنے ہیں، ہمیں وہاں سے جواب موصول نہیں ہوا۔ ہم کوئی پرانے زمانے میں نہیں ہیں۔آج تو fax, E.mail, وغیرہ ہر چیز available ہے۔یہ لاہور کے تھانہ سمن آباد سے متعلقہ سوال ہے۔اس کے متعلق اگر حکومت کا یہ رویہ اور یہ طریق کار ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ پولیس اسٹیٹ کو اور مضبوط بنایا جا رہا ہے۔پولیس اسٹیٹ آج اتنی مضبوط ہے کہ وہ اپنے خلاف کوئی بات نہیں سننا چاہتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری بات سنے بغیر آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں غلط بات کہنے لگی ہوں۔ میں تو آپ سے صرف درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ جو سوالات جن کے جواب نہیں آئے ان کو pending کر دینا چاہئے کیونکہ اگر محکمے نے جواب نہیں دیا تو اس میں متعلقہ ممبر کا قصور نہیں ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ جن سوالات کے جوابات نہیں آئے ان کو آپ براہ مہربانی pending فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ رولز پڑھیں کیونکہ جن سوالات کے جواب نہیں آتے وہ اس وقت تک automatically pending ہو جاتے ہیں۔اب وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔معزز ممبران ان کو دیکھ سکتے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

تھانہ بصیر پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں اغواء برائے تاوان، ڈکیتی، چوری اور راہزنی کے مقدمات کی تفصیل

*38: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) یکم جنوری 2005 سے آج تک تھانہ بصیر پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں اغوا برائے تاوان، ڈکیتی، قتل، چوری اور راہزنی کے کتنے مقدمات درج ہوئے تفصیل سال وار فراہم کریں نیز ان مقدمات میں اشتہاری مفرور ملزمان کے نام، ولدیت اور پتاجات بتائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سنگین نوعیت کے مقدمات میں ملوث ملزمان سر عام علاقہ میں پھر رہے ہیں اور پولیس انہیں گرفتار نہیں کرتی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقدمہ نمبر 05/429 بجرم 365/اے کا مرکزی کردار ملزم محمد یاسین ولد محمد یار قوم شیخ ساکن آبادی محمد پورہ داخلی طاہر کلاں آج تک مفرور اور اشتہاری ہے گرفتار نہیں ہو سکا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مقدمہ کے مرکزی ملزم کے بھائیوں اور والد کے خلاف بھی تھانہ بصیر پور میں ڈکیتی، قتل اور چوری کے ان گنت مقدمات درج ہیں، وہ علاقہ میں دہشت کی علامت بن چکے ہیں اور دن دہاڑے علاقہ میں وارداتیں کر رہے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقدمہ نمبری 2006/312، 2006/2006/382، 2007/127/695 اور 2008/145 درج بالا ملزمان کے خلاف درج ہیں نیز 2008/145 کے بجرم 109/324(149/148) میں مرکزی ملزم نذیر احمد ولد محمد یار قوم شیخ نامزد ملزم کو آج تک گرفتار نہیں کیا گیا؟

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ اشتہاری ملزمان کو گرفتار کرنے اور ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جناب عالی! گزارش ہے کہ مندرجہ بالا ہیڈز کے ذیل مقدمات جن کا گوشوارہ سال وار مرتب کیا گیا جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے نیز مجرمان اشتہاری کی فہرست ہائے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

سال	اغوا برائے تاوان	ڈکیتی	قتل	راہزنی	چوری
2005	1	2	11	20	56
2006	-	10	18	20	85
2007	-	4	16	12	110
2008	-	2	6	3	22

(ب) یہ غلط ہے-سنگین نوعیت کے مقدمات میں ملوث ملزمان و مفروران کی گرفتاری کے لئے ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں جو دن رات اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر ملزمان کی گرفتاری کے لئے کوشاں ہیں-ملزمان کے وارثان کے خلاف 216 ت پ کے مقدمات کا اندراج کیا جارہا ہے، انشاءاللہ جلد از جلد سنگین مقدمات میں ملوث مفرور ملزمان کی گرفتاری عمل میں لائی جائے گی،

(ج) مقدمہ نمبر 429/05 بجرم 356اے کے مرکزی ملزم محمد یٰسین تاحال مجرم اشتہاری جس کی گرفتاری کے لئے عبدالستار انسپکٹر I/Inv کی زیر نگرانی اصغر علی ایس آئی، خادم حسین اے ایس آئی، فلک شیر 1641/HC، شمشاد علی 1413/C، محمد اکرم 922/C، محمد طارق 1504/C کی ٹیم تشکیل دی گئی ہے-مذکور ملزم کے والد محمد یار کے خلاف مقدمہ نمبر 695/07 بجرم 216 ت پ درج رجسٹر کیا گیا ہے-مذکور ملزم کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن کوشش جاری ہے-انشاء اللہ جلد از جلد ملزم مذکور کو گرفتار کیا جائے گا-

(د) جناب عالی! محمد یٰسین ملزم کے بھائی نذیر احمد کے خلاف مقدمات نمبری 382/06 بجرم 379 ت پ، 312/06 بجرم 392 ت پ، 127/06 بجرم 392 ت پ، 546/01 بجرم S.A 7/21/91 درج ہیں، جس کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے جو عدالت سے ضمانت پر رہا ہوا اور آئندہ اس کے خلاف مقدمہ نمبر 145/08 بجرم 149/148/109/324 ت پ تھانہ بصیر پور درج ہے جو

زیر تفتیش ہے جس میں مذکورہ کی گرفتاری بقایا ہے۔ جس کو جلد گرفتار کیا جائے گا جب کہ یٰسین کے والد محمد یار ولد علاول کے خلاف ڈکیتی یا قتل کا کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے صرف مقدمہ نمبر 695/07 بجرم 216(ت پ) درج ہوا جو اپنے بیٹے کو پناہ دینے کے جرم میں درج ہوا جس میں گرفتار ہو کر برضمانت ہے۔

(ہ) مقدمہ نمبری 429/05(ت پ) بجرم 365اے (ت پ) تھانہ بصیرپور کے مرکزی ملزم کے بھائیوں اور والد کے خلاف درج مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ریکارڈ از اں نذیر احمد ولد محمد یار قوم شیخ سکنہ آبادی محمد پورہ داخلی طاہر کلاں

1۔ مقدمہ نمبر 127 مورخہ 06-03-03 بجرم/392(ت پ) تھانہ بصیرپور

2۔ مقدمہ نمبر 312 مورخہ 06-06-02 بجرم/392(ت پ) تھانہ بصیرپور

3۔ مقدمہ نمبر 382 مورخہ 06-07-06 بجرم/379(ت ت) تھانہ بصیرپور

4۔ مقدمہ نمبر 546 مورخہ 01-11-26 بجرم ایس اے 91/21/7 تھانہ بصیرپور

مذکورہ نذیر احمد کو مقدمات درج بالا میں گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے مقدمات عدالت میں زیر سماعت ہیں۔

نوٹ: جبکہ نذیر احمد مقدمہ نمبر 145/08 مورخہ 08-03-17 بجرم 149/109/148/324 (ت پ) تھانہ بصیرپور میں نامزد ایف آئی آر ہے اور مقدمہ زیر تفتیش ہے۔ جس میں ملزم کی گرفتاری باقی ہے جس کو جلد از جلد گرفتار کر کے مقدمہ کو یکسو کیا جائے گا جب کہ اس کے والد محمد یار کے خلاف مقدمہ نمبر 695/07 بجرم 216(ت پ) درج کیا گیا۔ محمد یار کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے۔ عدالت سے برضمانت ہے۔

(و) جناب عالی گزارش ہے کہ ملزمان کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن طریقہ سے تحرک کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ ملزمان کو گرفتار کر کے مقدمہ کو یک سو کیا جائے گا۔ رپورٹ مرتب ہو کر پیش خدمت ہے۔

ضلع رحیم یار خان میں 06-2005 میں اغوا برائے تاوان کے مقدمات و دیگر تفصیل

*283: مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 06-2005 میں ضلع رحیم یار خان اغوا برائے تاوان کے کتنے مقدمات کس کس تھانے میں درج ہوئے، مغوی کا نام اور ایف آئی آر کا نمبر بتایا جائے؟

(ب) کتنے مقدمات میں ملزمان پکڑے گئے، کتنے مغویان برآمد ہوئے، کتنے مغویان تاوان ادا کر کے رہا ہوئے اور کتنا تاوان ادا کیا گیا نیز یہ برآمدگیاں کس طریق کار اور کن ذرائع سے عمل میں لائی گئیں؟

(ج) روز بروز بڑھتے ہوئے اغواء کے واقعات کی روک تھام کے لئے حکومت نے کیا انتظامات کئے ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

	نام مغویان	مقدمہ نمبر، تھانہ
1-	فضل غفار ولد عاشق سکنہ موضع گل محمد لنگاہ	مقدمہ نمبر: 05/32 مورخہ 05-2-19 بجرم اے-365 تھانہ ترنڈہ محمد پناہ
2-	معراج مصطفے ولد غلام مصطفے سکنہ موضع گھنیر	مقدمہ نمبر: 05/299 مورخہ 05-10-2 تھانہ ظاہر پیر بجرم 149/109/148/اے- 365 ت پ
3-	خضر حیات ولد فتح شیر سکنہ قادر پور	مقدمہ نمبر: 05/80 مورخہ 05-5-13 بجرم 149/148/اے-365 ت پ تھانہ بھونگ
4-	غلام یٰسین ولد غلام قادر سکنہ واحد بخش سیال	مقدمہ 05/113 مورخہ 05-4-9 بجرم 395/365-اے، ت پ تھانہ صدر خانپور
5-	فدا حسین ولد خدا بخش سکنہ شیدانی	مقدمہ نمبر: 05/54 مورخہ 05-2- 1 بجرم 149/148/395/353/اے/365 ت پ تھانہ شیدانی
6-	احمد علی ولد عاشق محمد سکنہ لغاری کالونی	مقدمہ نمبر: 06/443 مورخہ 06-8-6 بجرم اے-365 ت پ تھانہ سٹی صادق آباد
7-	حافظ سعید احمد ولد احمد بخش سکنہ ترنڈہ محمد پناہ	مقدمہ نمبر: 06/257 مورخہ 06–08-9 بجرم اے-365/395 ت پ تھانہ ترنڈہ محمد پناہ
8-	عرفان ولد محمد ارشد سکنہ لیاقت پور	مقدمہ نمبر: 06/481 مورخہ 06-8-21 بجرم اے ٹی اے 7 ڈبلیو/آر 392/اے-365 ت پ تھانہ لیاقت پور
9-	منہال الیاس ولد محمد الیاس سکنہ گلشن اقبال رحیم یار خان	مقدمہ نمبر: 06/605 مورخہ 06-9-5 بجرم اے-365 ت پ تھانہ صدر رحیم یار خان
10-	منور حسین ولد فقیر بخش سکنہ چک این پی/44	مقدمہ نمبر: 06/345 مورخہ 06- 11- 10
11-	رشید احمد ولد فقیر بخش سکنہ چک این پی/44	بجرم اے- 365 ت پ تھانہ کوٹ سبزل

(ب) تمام مقدمات میں پولیس نے ملزمان کو گرفتار کر کے چالان عدالت پیش کیا گیا ہے اور تمام مقدمات کے مغویان خیر و عافیت سے واپس آ چکے ہیں کل 6 مغویان ملزمان کو تاوان ادا کر کے رہا ہوئے تقریباً کل /3565000 روپے بطور تاوان مدعی فریق نے ملزمان کو ادا کیا بقیہ 5 مغویان کو پولیس نے اپنے طور پر دوران تفتیش حکمت عملی اپناتے ہوئے بغیر تاوان ادا کئے ملزمان کے قبضہ سے برآمد کیا۔

(ج) اس قسم کے مقدمات میں ملوث ملزمان جو کہ ضمانت پر یا مقدمہ کے فیصلہ کے بعد سزا کاٹ کر جیل سے رہا ہوئے ہیں ان کو خاص طور پر زیر نگرانی رکھا جانا چاہئے۔ملوث ملزمان کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا عدالت سے دلوائی جائے۔جدید ٹیکنالوجی استعمال کرکے ملزمان کو ٹریک کیا جائے اور پکڑا جائے ان اقدامات سے ان واقعات کی روک تھام ہو سکتی ہے۔

تھانہ فیروزوالہ شیخوپورہ میں نامزد ملزمان کی گرفتاری کا مسئلہ

*399: محترمہ سکینہ شاہین خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ فیروزوالہ شیخوپورہ میں بحوالہ 34 مورخہ 8۔مارچ 2007 بجرم 34/302(ت پ) نامزد ملزمان کے خلاف مقدمہ درج ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مقدمہ کے ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ تھانہ کی پولیس سے ملزمان نے ساز باز کر لی ہے اور انہیں گرفتار کرنے میں سستی کا مظاہرہ کر رہی ہے؟

(د) متعلقہ انتظامیہ اس قتل کے مقدمے میں تاخیر کرنے والے اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے اور ملزمان کو فوری بلاتاخیر گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ مقدمہ عنوان بالا میں عرفان عرف بگو 2-عدنان عرف دانی 3-احسان پسران نیامت علی اقوام حجام سکنائے سلیم آباد نامزد ملزمان ہیں۔

(ب) یہ درست ہے لیکن نامزد ملزمان کے خلاف کارروائی زیر دفعہ 87ض ف مکمل کرکے ملزمان کے خلاف زیر دفعہ 512ض ف نامکمل چالان مورخہ 07 - 8 - 21 کو عدالت مجاز میں دیا گیا ہے۔

(ج) ملزمان کی گرفتاری کیلئے پولیس نے کافی کوشش کی لیکن نامزد ملزمان یہاں سے غائب ہونے کی وجہ سے گرفتار نہ ہو سکے 302 جرم کے ملزمان کی گرفتاری میں ساز باز ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی سستی کا مظاہرہ کیا ہے۔

(د) مقدمہ ہذا کے اندراج کے بعد مقامی پولیس اور تفتیشی افسر نے نامزد ملزمان کی گرفتاری کے لئے مختلف جگہوں پر کافی ریڈ کئے لیکن ملزمان گرفتار نہ ہو سکے۔ کارروائی زیر دفعہ 87 ض ف عمل میں لاکر مقامی پولیس نے مجرمان کو اشتہاری قرار دلوایا اور زیر دفعہ 512 ض ف چالان نامکمل بغرض سماعت عدالت مجاز میں دیا مجرمان اشتہاری نامزد ملزمان کو فوری گرفتار کرنے کے لئے مقامی پولیس مختلف مقامات پر ریڈ کر رہی ہے اور انھیں جلد گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ضلع شیخوپورہ میں جرائم کی صورتحال کی تفصیل

*419: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں جرائم کی شرح میں پچھلے سال کی نسبت اضافہ ہوا یا کمی واقع ہوئی آگاہ فرمائیں؟

(ب) ضلع شیخوپورہ میں یکم جنوری 2007 سے اب تک ڈکیتی، راہزنی، چوری اور اغواء کی شرح کیا رہی، اغواء کی وارداتوں میں پچھلے سال کی نسبت کمی ہوئی یا اضافہ تفصیل فراہم کریں؟

(ج) مذکورہ عرصہ میں اغواء برائے تاوان اور ڈکیتی کی وارداتوں میں ملوث کتنے ملزمان کو پکڑا گیا؟

(د) ضلع شیخوپورہ کی انتظامیہ ڈکیتی، چوری، راہزنی اور اغواء کی وارداتوں کو روکنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں پچھلے سال کی نسبت 650 مقدمات کی کمی ہوئی ہے۔

2008	2007	فرق
4213	4863	650

(ب) ضلع شیخوپورہ میں یکم جنوری 2007 سے اب تک ڈکیتی، راہزنی، چوری اور اغواء کی وارداتوں میں کمی، اضافہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	یکم جنوری 2007تا 08-06-17	یکم جنوری 2006تا 07-06-17	فرق
ڈکیتی	198	203	-5
راہزنی	496	517	-79
چوری	1800	2044	-244
اغواء	506	438	+68

(ج) مذکورہ عرصہ میں اغوا برائے تاوان میں 27 اور ڈکیتی کی وارداتوں میں 477 ملزمان پکڑے گئے۔

(د) موبائل گشت، پیدل گشت، ناکہ جات اور ٹھیکری پہرہ کو مزید موثر بنایا گیا ہے نیز پرانی دشمنی والی پارٹیوں پر کڑی نظر رکھی جا رہی ہے۔

محکمہ پولیس میں تفتیش کو تبدیل کرنے کے طریق کار میں تبدیلی کا معاملہ

*463: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا محکمہ پولیس تفتیش کو تبدیل کرنے کے طریق کار میں کوئی تبدیلی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ب) لوکل گورنمنٹ آرڈر 2001 کے مطابق کیا پبلک سیفٹی کمیشن کو بااختیار بنانے کا ارادہ ہے، اگر نہیں تو متبادل کون سا نظام متعارف کروایا جائیگا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) عام شہریوں کی آسانی کے لئے محکمہ پنجاب پولیس نے موجودہ طریقہ تفتیش کو تبدیل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل سفارشات مرکزی حکومت کو بھجوائی ہیں۔

(i) پہلی تفتیش کا اختیار سی سی پی او/ ڈی پی او کے پاس ہونا چاہئے جو کہ وجوہات تبدیلی تحریر کرنے کے بعد اپنے کسی بھی ماتحت یا ٹیم تفتیش کے لئے مقرر کرے۔

(ii) اسی طرح دوسری تبدیلی تفتیش کا اختیار ڈی آئی جی / ریجنل پولیس آفیسر کے پاس ہونا چاہئے جو کہ وجوہات تبدیلی تحریر کرنے کے بعد اپنے کسی بھی ماتحت یا ٹیم کو تفتیش کے لئے مقرر کرے جو پہلے تفتیشی سے عہدہ میں کم نہ تھے۔

iii) تیسری تفتیش کی تبدیلی کے حکم پر انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب /ایڈیشنل آئی جی انویسٹی گیشن پنجاب بورڈ کی سفارش پر جوکہ ڈی آئی جی انویسٹی گیشن اور سپرنٹنڈنٹ پولیس انویسٹی گیشن پنجاب پر مشتمل ہو گا کریں گے۔

(ب) مزید برآں باوجود اس کے کہ پولیس کا محکمہ اور اس کے متعلق قانون آئین کے آرٹیکل 70 اور جدول چہارم کے مطابق وفاقی حکومت کے قانون سازی کے دائرہ اختیار میں نہ آتے تھے اور باوجود اس کے کہ عدالت عظمیٰ بھی اس امر کی توثیق کر چکی تھی (PLD 1985 SC 159 IGP V MUSHTAQ AHMAD WARAICH) پولیس آرڈر 2002 وفاقی حکومت نے ہی جاری کیا۔ پس حکومت پنجاب پبلک سیفٹی کمیشن کے ضمن میں کوئی متبادل نظام متعارف کروانے کی مجاز نہ ہے۔

اس کے علاوہ آئین کے آرٹیکل 268 اور جدول ششم کے مطابق حکومت پنجاب 31-12-2007 سے قبل (اگر اس تاریخ کی مزید توسیع نہ کی گئی) اس قانون میں کسی ترمیم کی مجاز نہ ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو کا بجٹ
سٹاف و گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*492: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈاکٹر فائزہ اصغر، چیئر پرسن چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو کس قانون کے تحت ابھی تک ادارے سے منسلک اور مراعات حاصل کر رہی ہیں اور بورڈ کی موجودہ پوزیشن کیا ہے؟

(ب) ادارے کا سالانہ بجٹ کتنا ہے، سرکاری بجٹ بین الاقوامی اداروں یونیسیف اور دیگر کی تفصیل کیا ہے؟

(ج) نئی بلڈنگ کا رقبہ کتنا ہے اور اس پر کتنی لاگت آئی ہے، کتنے بچوں کے لئے بنایا گیا تھا اور موجودہ تعداد کیا ہے؟

(د) سٹاف اور گاڑیوں کی تعداد کتنی ہے اور یہ کس کس جگہ گشت کرتی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ڈاکٹر فائزہ اصغر عدم تحفظ اور لاوارث بچوں کے قانون مجریہ 2007 (ترمیمی بل) کے تحت موجودہ بورڈ آف گورنرز کی چیئر پرسن ہیں۔ موجودہ چیئر پرسن کو کسی قسم کی کوئی مراعات حاصل نہیں ہیں۔ صرف ان کو سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے دفتر آنے جانے کے لئے گاڑی مہیا کی گئی ہے۔ موجودہ بورڈ آف گورنرز مورخہ 5۔ جولائی 2008 کو وجود میں آیا تھا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ
1	وزیر اعلیٰ پنجاب	سرپرست
2	ڈاکٹر فائزہ اصغر	چیئر پرسن
3	سیکرٹری، محکمہ داخلہ، حکومت پنجاب	ممبر
4	سیکرٹری، سماجی بہبود، حکومت پنجاب	ممبر
5	سیکرٹری، محکمہ لوکل گورنمنٹ، حکومت پنجاب	ممبر
6	مسز نازیہ راحیل، ایم پی اے (حکومتی بنچ)	ممبر
7	مسز شبینہ ریاض، ایم پی اے (حکومتی بنچ)	ممبر
8	شمشاد حسین قریشی، پروگرام آفیسر (یونیسف)	ممبر
9	نمائندہ انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن	ممبر
10	محترمہ کوثر سہیل، پروفیسر نفسیات گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور	ممبر
11	اختر حسین شمسی، پرنسپل گورنمنٹ ماڈل کالج برائے طلبہ ماڈل ٹاؤن لاہور	ممبر
12	چوہدری محمد منیر، سوشل ورکر زاعزازی قونصلیٹ جنرل یو اے ای	ممبر
13	مسز نجمہ حمید، ایم پی اے، راولپنڈی	ممبر
14	مسز ثریا انوار، ایس او ایس چلڈرن ولیج، لاہور	ممبر
15	مسٹر امتیاز پرویز، لاہور بزنس ایسوسی ایشن برائے بحالی معذوراں	ممبر
16	مسز نسرین نواز مکان نمبر 257 بلاک ایف، رحمٰن، وحدت روڈ لاہور	ممبر
17	ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو	ممبر / سیکرٹری

(ب) ادارے کا سالانہ بجٹ 122.186 ملین ہے، بین الاقوامی اداروں یونیسیف اور دیگر کی تفصیل درج ذیل ہے۔ یہ درست ہے کہ بیورو کو اندرون ملک وبیرون ملک مالی امداد ملتی رہی جو مختلف سرگرمیوں پر خرچ کی گئی اس کی تفصیل یوں ہے۔

1- یونیسیف کی طرف سے بیورو کو مختلف سالوں میں اب تک مبلغ 44810425 روپے ملے ہیں، جس میں سے اونٹ دوڑ میں استعمال ہونے والے بچوں کے حقوق کی آگاہی کے لئے خرچ کئے گئے، مزید برآں بچوں کو تعلیمی وظائف، بائیسکل کی فراہمی کے علاوہ دیگر ضروریات پر خرچ کئے ہیں۔

2- اقوام متحدہ کے ادارہ برائے ڈرگ کنٹرول نے مبلغ 3079083 روپے مہیا کئے جو نشہ کی لعنت میں ملوث بچوں کی بحالی پر خرچ کئے۔

3- اقوام متحدہ کے ادارے آئی ایل او نے مبلغ 280060 روپے فراہم کئے جو تربیتی ورکشاپ کے علاوہ مختلف سرگرمیوں پر خرچ کئے گئے۔

4- یواے ای گورنمنٹ نے مبلغ 10068061 روپے جو کہ ان بچوں کو تلاش کرنے اور بحالی کے لئے جو 1993 سے لے کر اب تک متحدہ عرب امارات میں اونٹ دوڑ میں استعمال ہوتے آئے ہیں۔اس مقصد کے لئے مختلف جگہوں پر دفاتر کا قیام، سٹاف کی تنخواہوں، فرنیچر و مشینری، گاڑیوں کی خریداری کے علاوہ مختلف سرگرمیوں پر خرچ کئے گئے۔

(ج) نئی بلڈنگ کا رقبہ پچاس کنال ہے اور اس پر سولہ کروڑ روپے لاگت آئی ہے۔یہ ادارہ پانچ سو بچوں کے لئے بنایا گیا تھا جس میں موجودہ بچوں کی تعداد 281 ہے۔ابھی تک بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے ایک ہوٹل کی تعمیر مکمل نہ کی ہے ہوسٹل مکمل ہونے کے بعد بچوں کی تعداد پانچ سو ہو جائے گی۔

(د) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا عملہ 300 افراد پر مشتمل ہے جو کہ اس وقت لاہور، گوجرانوالہ، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں کام کر رہے ہیں۔کل گاڑیوں کی تعداد اتنی ہے جن میں چند افسران کے علاوہ باقی گاڑیاں ریسکیو آپریشن، بچوں کے خاندان کی تلاش اور بچوں کو والدین سے ملانے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

تھانہ صدر سرائے عالمگیر میں پرچوں کا اندراج ودیگر تفصیلات

*629: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل سرائے عالمگیر کے تھانہ صدر سرائے عالمگیر میں 18۔فروری 2008 سے اب تک کتنے پرچے درج ہوئے اور کتنے خارج ہوئے؟

(ب) مذکورہ تمام پرچوں کی جملہ تفصیل بیان کی جائے کہ کس نے درج کرائے، کن کن دفعات کے تحت درج ہوئے، کن کے خلاف درج کرائے گئے، کب درج اور کب خارج ہوئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تمام پرچے سیاسی اور ذاتی بنیادوں پر انتقامی کارروائی کے طور پر درج کرائے گئے، اگر ہاں تو جو لوگ ان میں ملوث ہیں، ان کے نام اور پتاجات بیان کئے جائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل سرائے عالمگیر کے تھانہ صدر سرائے عالمگیر میں 18۔فروری سے اب تک 236 مقدمات درج رجسٹر ہوئے ہیں اور 21 مقدمات خارج ہوئے ہیں۔

(ب) 122 پرچوں میں مستغیث متاثرین و قوعہ عوام ہیں۔ 114 پرچوں میں مستغیث پولیس افسران ہیں اور بلحاظ نوعیت جرائم ہر ایک جرم کی تفصیل کتنے مقدمات درج رجسٹرڈ ہوئے اور کتنے مقدمات خارج ہوئے ان کے علاوہ دیگر تفصیل منسلک ہذا گوشوارہ کرائم فیگرز میں نمایاں کر دیا ہے جو برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ تمام مقدمات بربیان مستغیث یا تحریری درخواست ہائے یا استغاثہ عوام کے اشخاص یا دیگر اشخاص کے خلاف درج رجسٹر ہوئے ہیں اور دوران تفتیش جن اشخاص کے خلاف جرم ثابت نہ ہوا ہے ان کے مقدمات خارج از وقوعہ کئے گئے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ تمام پرچے سیاسی اور ذاتی بنیادوں پر انتقامی کارروائی کے طور پر درج کرائے گئے جو متاثرین مستغیث کے بیانات پر یا تحریری درخواست ہائے یا بذریعہ استغاثہ درج رجسٹر ہوئے ہیں تاہم تھانہ صدر سرائے عالمگیر میں عرصہ متذکرہ بالا میں کسی سیاسی شخص نے مقدمہ درج رجسٹر نہ کروایا ہے اور نہ ہی کسی سیاسی شخص کے خلاف مقدمہ درج رجسٹر ہوا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سب سے پہلے تحریک استحقاق نمبر 5 چودھری ظہیر الدین، چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری مونس الٰہی، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر کی ہے۔ یہ move ہو چکی تھی اور اسے آج کے لئے pending کیا گیا تھا۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تمام رپورٹیں ایوان کی میز پر lay ہو جائیں گی۔ ان میں سے 6 کے قریب مکمل ہو چکی ہیں اور وہ موصول بھی ہو چکی ہیں غالباً دو رپورٹیں رہتی ہیں۔ پیر کو ہم یہ رپورٹیں ایوان میں پیش کر دیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پچھلے تین دن سے ہم یہ سن رہے ہیں کہ صبح پیش ہو جائے گی لیکن پیش نہیں کی گئی اس لئے بہتر ہے کہ اس کو آپ استحقاق کمیٹی یا سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! بات یہ ہے کہ چھ تاریخ کو یہ move ہوئی تھی، 7 تاریخ کے لئے وزیر قانون نے کہا کہ ہم رپورٹ منگوالیں گے اس کو pending کر لیا جائے۔ وزیر صاحب on the floor of the House فرما رہے ہیں کہ چھ میں سے چار رپورٹیں آ چکی ہیں۔ باقی دو بھی صرف آپ کی سہولت کے لئے کہ پیر کو وہ ساری رپورٹیں اکٹھی ہو جائیں گی۔ ابھی رپورٹیں آنے دیں پھر اس کے بعد دیکھتے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پچھلے دور میں بھی اسی طرح یہ رپورٹیں لیٹ ہوئیں تھیں تو اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا تھا اور وہاں پر thrash out ہو گیا تھا ہم تو سہولت کے لئے بات کر رہے ہیں۔ یہ ایک اچھی بات ہے کہ یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو جائے تاکہ یہ سارے معاملات thrash out ہو جائیں۔ جو قصوروار ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہئے۔ ہم تو اس کے حق میں ہیں کہ جو بھی قصوروار ہیں خواہ وہ پچھلے دور کا قصوروار ہے یا اس سے پچھلے دور کا قصوروار ہے یا اب ہے اس کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہئے۔ اس کی ذمہ داری حکومت کی ہوتی ہے نہ کہ اپوزیشن کی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر ہاؤس اس بات کی اجازت دے تو پچھلے پانچ سالوں میں میرا خیال ہے کہ احسان اللہ وقاص صاحب کی 100 کے قریب اسی سلسلے میں تحاریک التوائے کار ہیں۔ پھر آپ ان کو بھی put up کروالیں اور اس کو بھی ساتھ ملا کر کمیٹی میں بھیج دیتے ہیں اور پھر دیکھیں گے کہ کون کون کیفر کردار کو پہنچتا ہے۔ آپ سارے ہی کیفر کردار کو پہنچ جائیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہم اس معاملے پر بھی agree کرتے ہیں اور جس طرح وزیر قانون نے کہا ہے آپ ان سارے معاملات کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیں اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی آج ہو ہی جائے تو بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پچھلی اسمبلی کا بزنس تو پچھلی اسمبلی کے ساتھ ہی ختم ہو گیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میں تو وزیر قانون کی بات کو دہرا رہا ہوں، میں کوئی اپنی بات نہیں کر رہا بہر حال اگر آپ اس کو پیر تک pending کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو پیر تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی انہوں نے پھر بات کی ہے اور وہ ماضی کی بات آ جاتی ہے اور پانچ سالوں کی بات، میں کہتا ہوں کہ چھ ماہ پہلے کی بات بھی کر لیں۔ آٹے کی قیمت کی بات کر لیں جو قیمت چھ ماہ پہلے تھی اور جو آج ہے اور پٹرول کی جو چھ ماہ پہلے قیمت تھی اور جو آج ہے، ڈیزل کی کر لیں، لاء اینڈ آرڈر کی بات کر لیں۔ خودکشیوں کو دیکھ لیں، بھوک، افلاس کو دیکھ لیں کہ وہ کتنا بڑھ گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت استحقاق کی بات ہو رہی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس طرح ایک علیحدہ بحث شروع ہو جائے گی، جب اس کا وقت ہو گا تو اس پر بحث بھی کریں گے۔

ملک نوشیر خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جناب سپیکر! جب پچھلا ضمنی بجٹ پاس ہوا تھا تو میں نے دو تین باتیں کی تھیں مگر میری باتیں سنی نہیں گئیں جو میں آج ہاؤس کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے وزیر اعلیٰ صاحب نے صرف چند مہینوں میں 75 کروڑ 20 لاکھ روپے صرف اشتہاری مہم پر خرچ کئے تھے۔ وہ صرف اور صرف اس نے اپنی ذات کو protection دینے کے لئے خرچ کئے تھے۔ 75 کروڑ 20 لاکھ روپے کی رقم کوئی چھوٹی نہیں ہوتی۔ اس نے اپنا طیارہ کھڑا کرنے کے لئے وی آئی پی ہینگر بنانے پر پانچ کروڑ روپے خرچ کئے، اسی طرح میں چاہتا ہوں کہ وہ لسٹ ایوان میں آئے۔ جو ہمارے معزز ممبران جنہوں نے نقد رقوم لیں، کسی نے تیس لاکھ لیا، کسی نے چالیس لاکھ لیا میں نے ان کے نام بھی نوٹ کئے تھے۔ میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس ملک کو اس طرح لوٹا گیا اور اتنی بڑی کرپشن کی گئی تو اس کا حساب کون لے گا؟ میں آپ کی وساطت سے ہاؤس میں یہ بات put کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون اس پر خصوصی توجہ دیں اور ان کے سیاہ کارناموں کو منظر عام پر لائیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: چیمہ صاحب! آپ دو منٹ میری بات سن لیں پھر میں آپ کی بات بھی سن لوں گا۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کو چلانا ہے اور اچھے طریقے سے چلانا ہے۔ اس میں یہاں بھی میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ اس وقت یہ تحاریک استحقاق کے لئے وقت ہے۔ دیکھیں! آپ کے استحقاق کا مسئلہ ہے، اسے ختم کر لینے دیں پھر اس کے بعد ہم ساری باتیں کریں گے۔ personal attack کوئی نہیں ہونا چاہئے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر ایک چیز طے کر لینی چاہئے کہ چاہے اپوزیشن سے ہو یا حکومتی بنچز سے ان کو personal attack کی قطعی اجازت نہ دیں۔ یہاں پر یہ بات کرتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس سارے معاملے کو thrash out کر ہی لینا چاہئے، بہتر ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: کیونکہ حکومت میں یہ لوگ ہیں اور پچھلے چار ماہ سے انہوں نے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس معاملے پر کافی بات ہو چکی ہے۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: انہوں نے ان لوگوں کو behind the dark کیوں نہیں بھیجا؟ خدارا! یہ لوگ اپنے گریبان میں جھانکیں۔ یہ لوگ ان لوگوں کو بھیجیں جن لوگوں نے اس ملک کی ایک ایک پائی کھائی ہے، ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچانا ان کی ذمہ داری ہے اور خدارا! ان کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب تحریک استحقاق نمبر 15 ہے جو رائے محمد شاہجہاں خان کی ہے۔ یہ 2008-8-7 کو move ہوئی تھی۔ رائے صاحب موجود ہیں؟۔۔۔ یہ آج کے لئے pending تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): اسے Monday تک pending کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ Monday تک pending کی جاتی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ issue اس House میں debate ہوا تھا کہ جو تحریک استحقاق ہے، اگر کوئی معزز ممبر ہاؤس میں put کرتا ہے تو اس کا procedure جو مجھے سمجھ آیا ہے اس میں Punjab Assembly Rules of Procedure Book میں ہے کہ وہ House میں debate تو ہو سکتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ rule پڑھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: لیکن اس میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ اس کا جواب وزیر قانون دیں اور اس کے بعد اس کو کمیٹی میں بھیجا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں Rules and then precedents, this Assembly is based on this precedents are there and تو اگر Rules کے اندر نہیں ہے تو then it is بس اعجاز شفیع صاحب! let me! اس پر پھر بات کریں گے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 16 محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ایک منٹ ٹھہریئے گا۔ مجھے ابھی اطلاع ملی ہے کہ ٹیکنیکل بورڈ کے کنٹرولر کے خلاف کافی تعداد میں طلباء اسمبلی کے باہر مظاہرہ کر رہے ہیں تو میں ملک ندیم کامران صاحب، مجتبیٰ شجاع الرحمن صاحب، تنویر اشرف کائرہ اور محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ اور اپوزیشن میں سے آمنہ صاحبہ کو کہوں گا کہ وہ اسمبلی سے باہر جا کر ان طلباء سے مذاکرات کر کے اس ہاؤس کو intimate کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل بھی اسمبلی کے باہر کچھ لوگ احتجاج کر رہے تھے اور میں نے آج صبح اخبار میں یہ دیکھا کہ ۔۔۔

ڈائریکٹر جنرل ایف۔ڈی۔اے کے پی۔اے کی معزز رکن سے میٹنگ کے بارے میں غلط بیانی

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ وقت تحریک استحقاق کا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں اور اس کے بعد آپ کو وقت دیا جائے گا۔ جی، محترمہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 26۔ جولائی 2008 کو ڈائریکٹر جنرل ایف ڈی اے کے پی اے نے ٹیلی فون پر مجھے اطلاع دی کہ 28۔ جولائی 2008 کو ایف ڈی اے کے کمیٹی روم میں ایک میٹنگ ہو رہی ہے جس میں آپ بھی مدعو ہیں۔ 27۔ جولائی 2008 کی صبح پی اے ٹو ڈی جی، ایف ڈی اے نے دوبارہ اطلاع دی کہ ہونے والی میٹنگ بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر ملتوی کر دی گئی ہے لہذا آپ زحمت نہ فرمائیں جبکہ 29۔ جولائی 2008 کو فیصل آباد کے تمام اخبارات میں ایف ڈی اے کی ہونے والی میٹنگ کی بابت خبریں شائع ہوئیں تو مجھے انتہائی حیرت ہوئی کہ مجھے تو میٹنگ ملتوی ہونے کی اطلاع دی گئی لیکن میٹنگ بھی ہوئی جو ایک ایم پی اے کے ساتھ نہ صرف غلط بیانی بلکہ ایک مذاق بھی تھا اور میٹنگ ہونے کا ثبوت اخبارات ہیں جن میں اس بابت

خبریں شائع ہوئیں۔اس معاملے کو واضح کرنے کی غرض سے میں نے ڈی جی، ایف ڈی اے راجہ صفدر حسین سے فون پر بات کی تو وہ کوئی واضح جواب نہ دے سکے جس پر میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا یہ سب کچھ ملی بھگت کے تحت فیصل آباد کی خواتین ممبران پنجاب اسمبلی کو میٹنگ سے دور رکھنے کے لئے کیا گیا تو ان کا جواب تھا کہ آپ ایسا ہی سمجھیں۔ میں نے انہیں باور کروایا کہ میں ایک ایم پی اے ہوں اور آپ کا رویہ میرے ساتھ مناسب نہیں ہے جس کے جواب میں موصوف نے فرمایا کہ میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا تو موصوف کے اس جواب پر میں نے کہا کہ میں اس بابت اسمبلی میں بات کروں گی تو راجہ صفدر حسین نے طیش میں آتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے جو کرنا ہے کرلیں۔آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ موصوف ڈی۔جی، ایف ڈی اے کا رویہ ایک ایم۔پی۔اے کے ساتھ انتہائی توہین آمیز تھا جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام معزز ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے تو اس کی کاپی ابھی ملی ہے تو آپ اس کو پیر یا منگل کے لئے pending فرمالیں۔اس کا جواب لے کر اس ہاؤس میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ بڑے serious قسم کے allegations ہیں اور اس کو منگل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے تاکہ اس کا جواب آجائے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! اگر مجھے اس بابت تھوڑی سی بات کرنے کی اجازت دیں تو بہتر ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ممبران سے ہی فیصلہ لوں گی کیونکہ یہ پنجاب کے 8 کروڑ عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور میرے حق میں ضرور فیصلہ دیں گے اور آپ سے انصاف کی توقعات ہیں کیونکہ آپ انصاف کے علمبردار ہیں، آپ جمہوریت کے پائیدان ہیں اور میں اپنے ماہر قانون دان محترم راناثناء اللہ خان سے درخواست کرتی ہوں کہ اس پر

فوری طور پر action لیا جائے اور action اس بات کا کہ وہ ڈائریکٹر جنرل پچھلی حکومت کی پیداوار ہے۔ اس نے پچھلی حکومت کو اپنے ساتھ ملایا اور ایف ڈی اے کا اکاؤنٹ الفلاح بنک میں کھول کر کروڑوں روپے کا منافع خود کھایا اور دوسرے مگر مچھوں کو بھی کھلایا۔ ایسے سرکاری اہلکار کو فوری طور پر برطرف کیا جائے۔ اس نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں اس coalition کو ساتھ ملا کر ان کو بھی اپنے ساتھ سیڑھی پر چڑھا سکتا ہوں۔ میں یہ کبھی نہیں ہونے دوں گی اور میں اس کے لئے ہمیشہ طوفانی بات کرتی رہوں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! محترمہ نے جب اپنی تحریک استحقاق کا آغاز کیا تو یہ دوپٹا سر پر لینا بھی بھول گئیں اور یہ ایک مسلم خاتون ہیں اور اس طرح سے بسم اللہ پڑھتے وقت سر پر دوپٹا لینا بھول گئیں اور بغیر دوپٹے کے ہی بسم اللہ پڑھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ personal attack اس ہاؤس کے اندر نہ کئے جائیں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری حکومتی ارکان سے آپ کے توسط سے درخواست ہے کہ گزشتہ پانچ سالہ دور حکومت میں پاکستان کی کل آبادی میں جتنے بھی بچے نئے پیدا ہوئے ہیں انہوں نے بھی جو جرائم کئے ہیں اس کی ایک فہرست بنا کر وہ سب ایک ہی دفعہ ہمارے کھاتے میں ڈال دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔ order in the House میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر اعجاز شفیع نے ابھی ایک point raise کیا تھا، میری معزز ممبران سے بار بار صرف ایک ہی گزارش ہوتی ہے کہ ہمارے پاس یہ Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab ہے اس کو اگر ایک دفعہ پڑھ لیں اس میں Rule 71 کی Sub-clause 3 ہے۔ Rule 71 ہے کہ Mode of raising a question of privilege اس کا Sub-clause 3 میں بڑا clear لکھا ہوا ہے کہ A

Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall have a right to reply. مطلب یہ ہے کہ ہم اس طرح کے non issues کو چھیڑتے ہیں اور اس پر ٹائم ضائع کرتے ہیں۔ ہم نے اس ہاؤس کو بڑے اچھے طریقے سے چلانا ہے۔ اب نگہت ناصر شیخ صاحبہ بات کرنا چاہ رہی ہیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں آج یہاں بہت اہم issue پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ 2-اگست کو میں نے اپنی ساتھی ایم۔پی۔اے محترمہ کرن ڈار اور میاں محمد شہباز شریف کے کوآرڈینیٹر جناب وحید گل، میاں طارق، نذیر سواتی اور تنویر عالم بٹ کے ساتھ سید پور کے علاقے سے دو لڑکیوں اور ان کے والد کو بازیاب کروایا تھا جو عرصہ 16 سال سے قید تھیں۔ روشنیوں کے شہر، شہر لاہور میں وہ گھر ایسا تھا جہاں ایک عرصے سے بجلی تھی نہ پانی اور نہ ہی گیس تھی۔ اب وہ لڑکیاں ذہنی طور پر بھی ٹھیک نہیں اور ان کی جسمانی حالت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ ان کو ایک عرصے سے خوراک اور کوئی بھی سہولت نہیں ملی تھی۔ رفعت اور نگہت ان کے نام ہیں اور باوجود اس کے کہ وہ تعلیم یافتہ ہیں ان کی یہ حالت ہے کہ ان کے پاس کوئی ضروریات زندگی نہیں ہے اور کھانے تک کے لئے کچھ نہیں ہے۔ میں آج یہی گزارش کرنا چاہوں گی کہ اعلیٰ سطح پر تحقیقات کروائی جائے کہ وہ کون سے محرکات تھے کہ جن کی وجہ سے وہ یہ بد حال زندگی گزارنے پر مجبور ہوئیں۔ ان کے بھائی کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ ان کے بھائی کو گرفتار کیا جائے۔ جب تک وہ مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہو جاتیں ان کا مکمل علاج کروایا جائے اور ان کو ایک باعزت زندگی گزارنے کے لئے ان کی ہر ممکن مدد کی جائے۔ شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: محترم لاء منسٹر صاحب کو میں بھی یہ کہوں گا کہ جس طرح کا یہ غیر انسانی فعل ہوا ہے اس کے اندر اس کو دیکھنا چاہئے اور قرار واقعی سزا ملنی چاہئے۔ اب تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 344/08 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

پنجاب میں ناقص واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب سے عوام کے کروڑوں روپے کا ضیاع

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق پورے پنجاب میں لگائے گئے واٹر فلٹریشن پلانٹس مکمل فراڈ اور متعلقہ لوگوں کی نااہلی اور عوام کے ساتھ دھوکے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ یہ واٹر فلٹریشن پلانٹ جو چند یوم بھی نہ چل سکے، قوم کو کروڑوں روپے میں پڑے ہیں۔ یہ پلانٹس خاص الخاص کمپنیوں کے ذریعے لگائے گئے اور وہ کمپنیاں جنہوں نے کروڑوں روپے وصول کرنے کے باوجود ان پلانٹس کی نہ صرف maintenance سے انکار کر دیا بلکہ الٹا متعلقہ عملے سے مل ملا کر پرانی تاریخوں میں ان پلانٹس کو hand over کر کے وارنٹی کلیمرز / کیسرز سے بھی صاف بچ نکلے اور اس طرح عوام کے ساتھ ایک بھونڈا مذاق کیا گیا۔ اس کی واضح مثال چونیاں کا واٹر فلٹریشن پلانٹ ہے جو بمشکل پندرہ یوم چل سکا۔ یہ معاملہ اس وقت کے ارباب اختیار کے سامنے بھی اٹھایا گیا تھا جس پر متعلقہ فرم M/S Rain Drop کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جو جھوٹ کا پلندا تھا۔ مختصراً زمینی حقائق آج بھی یہ ہیں کہ چونیاں کے ساتھ ساتھ پورے پنجاب میں اس قسم کے تمام پلانٹس اب تک بے کار پڑے ہیں۔ ان تمام اداروں اور افراد کو کیفر کردار تک پہنچانا ازبس ضروری ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار نمبر 344/08 کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ جناب صدر اور وزیراعظم پاکستان کی ہدایات پر وزارت ماحولیات اسلام آباد نے یہ منصوبہ 2005 میں شروع کیا تھا جس کو دو مرحلوں میں مکمل کیا جانا تھا تاکہ لوگوں کو صاف پانی مہیا کیا جا سکے۔ پہلے مرحلے میں تحصیل ٹاؤن کی سطح پر پنجاب میں ایک سو چھیالیس water purification plants لگانے تھے جن میں سے 116 پلانٹ لگائے گئے اور باقی 30 پلانٹ دوسرے مرحلے میں لگانے کا پروگرام ہے۔ متعلقہ وزارت وفاقی حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ تین سال تک مجوزہ water purification plants کو چلانے اور

دیکھ بھال کا انتظام بھی کیا جائے گا لیکن اس کا کوئی انتظام نہ کیا گیا جس سے water purification plants مکمل طور پر کام نہ کر سکے۔ ان میں چونیاں کا water purification plant بھی شامل ہے۔ اب وفاقی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سے ان پلانٹس کو چلانے اور دیکھ بھال کی ذمہ داری حکومت پنجاب محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ operation and maintenance کی ہوگی جس کے لئے ضروری ہدایات وصول ہو چکی ہیں اور وفاقی حکومت کی منظوری کے مطابق محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ چھ ماہ کے لئے operation and maintenance کے ٹینڈر کر رہا ہے تاکہ تمام پلانٹس کو مکمل طور پر چلایا جا سکے۔ اس سلسلے میں مرکزی حکومت نے مجوزہ رقم بھی فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے اور ان پر کام اس وقت شروع کیا جائے گا جب مختص رقم محکمہ کو وصول ہو جائے گی۔ 6 ماہ کے اندر دوبارہ وفاقی حکومت سے درخواست کی جائے گی کہ وہ باقی رقم بھی فراہم کرنے کا بندوبست کرے تاکہ تمام water purification plants کی operation and maintenance کا بندوبست تین سال تک مکمل ہو سکے اس کے بعد پلانٹس کو متعلقہ TMAs کو منتقل کر دیئے جائیں گے اور وہ ان کو چلانے اور دیکھ بھال کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔ اب یہ پروگرام وزارت صنعت و پیداوار کو ٹرانسفر کر دیا گیا ہے جو کہ پلانٹس کی O.N.M کے لئے تین سال تک مختص رقم فراہم کرنے کی پابند ہے۔

جناب سپیکر! اس میں کافی مفصل جواب ہے اور اس میں جس وجہ سے معاملہ خراب ہوا اس کی بھی تفصیل درج ہے اور پہلے ان کی operation and maintenance وفاقی حکومت کے پاس تھی اور اب یہ صوبائی حکومت محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ ڈویلپمنٹ کو منتقل ہوئی ہے۔ اب اس میں ٹینڈرز کر رہے ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ شیخ علاؤالدین صاحب جن کی کمیونٹی کے معاملات پر بڑی نظر ہوتی ہے وزیر بلدیات بھی اس وقت یہاں پر موجود ہیں تو آپ اگر وزیر بلدیات کو یہ فرما دیں کہ جو ان کے ٹینڈرز کا اور دوسرا آپریشن کا مرحلہ جب ہوگا تو شیخ علاؤالدین صاحب کو اس میں شامل رکھا جائے اور ان کی تجاویز اور ان کے experience سے استفادہ کیا جائے تاکہ لوگوں کو پینے کے صاف پانی کے فراہم کرنے کا معاملہ بہتر طور پر سرانجام پا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ ایک اچھی تجویز ہے اور اس میں جس طرح اسمبلی کے اندر ہم شیخ صاحب کی input دیکھتے ہیں اگر منسٹر لوکل گورنمنٹ ان کو ساتھ رکھ matters

لیں اور جب آپ نے ٹینڈرز کرنا ہے تو اس میں I think تو make in part of that that will be better

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ کیوں شیخ صاحب؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس میں صرف دو باتیں اور عرض کروں گا۔ ایک تو ان شاء اللہ کی طرف سے بڑا مفصل اور صحیح جواب مجھے مل گیا ہے لیکن میں اس میں صرف دو تین چیزیں add کرنا چاہوں گا۔ ایک تو یہ ہے کہ TMA کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے کیونکہ وہ پنجاب گورنمنٹ کا ambit ہے۔ میں نے documents خود دیکھے ہیں۔ previous date میں کسی بھی product کی delivery لے لینا بہت بڑا جرم ہے، ایک تو میری آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ TMA آفس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے across the board all over the Punjab دوسری میری گزارش ہے کہ جو بھی اس فرم کی earnest money تھی اس کو ضبط کیا جانا چاہئے اور تیسری میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جو آج تک اس ملک میں ہو رہا ہے کہ اگر کوئی فرم بلیک لسٹ ہوتی ہے تو اگر اس کا نام فرض کیا "طوطا اینڈ کمپنی" ہے تو اگلے دن وہ "کھوتا اینڈ کمپنی" کے نام سے پھر bid دے دیتی ہے۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ persons کو بلیک لسٹ کیا جائے، جب یہ persons کو بلیک لسٹ کریں گے تو قوم کے ساتھ اس قسم کی زیادتیاں نہیں ہوں گی۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، میرا خیال ہے کہ جو بات ہو گئی ہے اس کے بعد You are not pressing this. This is disposed of. اگلی تحریک التوائے کار نمبر 345/08 شیخ علاؤالدین کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

پنجاب کی سڑکوں پر چلنے والی ٹریکٹر ٹرالیوں اور پیٹرا انجن کے رکشوں سے سڑکوں کی تباہ حالی اور جانی نقصان

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت

پنجاب کی سڑکیں انسانی زندگی کے لئے انتہائی خطرناک بلکہ یوں کہیں کہ پوری دنیا میں غیر محفوظ ترین شکل اختیار کر گئی ہیں۔اس کی سب سے بڑی وجہ ٹریکٹر ٹرالیوں کے ذریعے شہروں کی طرف اینٹوں کی ترسیل بے ہنگم اور بغیر کسی قاعدے کلیہ کے نان ٹیکنیکل بنیادوں پر بنائے گئے اینگل آئرن کے فریم پر Peter Engine لگا کر بنائے گئے موت کے پنگھوڑوں جس میں 20 تا 25 سواریاں بٹھا کر تقریباً بغیر بریکوں کے چلائے جا رہے ہیں۔ان تمام گاڑیوں اور ٹریکٹر ٹرالیوں کے ڈرائیور بہت اونچی آواز میں میوزک چلائے رکھتے ہیں اور انہیں قطعاً کچھ سنائی نہیں دیتا،نہ دائیں بائیں دیکھتے ہیں اس پر مزید المیہ یہ ہے کہ اربوں روپے سے تیار کی گئی سڑکیں جن کا معیار ویسے ہی انتہائی گھٹیا ہوتا ہے۔ (Courtesy to Commission Mafia) کی جلد تباہی کی ایک اور فوری وجہ یہ بھی ہے کہ بے ہنگم ٹریکٹر ٹرالیاں جن پر بے حساب اینٹوں کا وزن اور دوسری بھاری اشیاء جن کی وجہ سے Central Laden Weight کا کوئی دھیان نہ رکھا جاتا ہے۔سڑکیں درمیان میں سے پہاڑیوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور سائیڈوں سے وزن کی زیادتی کی وجہ سے بیٹھ جاتی ہیں اور اس طرح کاروں اور چھوٹی گاڑیوں کے لئے ناقابل استعمال ہو جاتی ہیں۔اب ایک طرف تو قومی سرمایہ کی یہ تباہی اور دوسری طرف ان ٹریکٹر ٹرالیوں اور Peter Engine والے موت کے پنگھوڑوں کی وجہ سے وسیع پیمانے پر حادثات اور انسانی جانوں کا ضیاع ہو رہا ہے۔یہ بھی امر واقع ہے کہ 90 کی دہائی سے پہلے تمام اینٹوں ریت وغیرہ زیادہ تر کام صرف Light Commercial Tracks کے ذریعے ہوتا تھا۔یہاں تک کہ ریت کو ڈھانپ کر شہر میں لایا جاتا تھا ورنہ چالان ہوتا تھا،ٹریکٹر جو اصل میں دنیا بھر میں کاشتکاری کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن ہمارے یہاں ان کی زیادہ تعداد اس طرح استعمال ہو رہی ہے اور اربوں روپے جو زرعی قرضہ جات کے تحت ٹریکٹروں کی خریداری کے لئے دیئے گئے تھے کا قطعاً غلط استعمال ہو رہا ہے جو زرعی نقطہ نظر سے بھی نامناسب ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،لاء منسٹر!

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں جس انتہائی اہمیت کے معاملے کو نوٹس میں لانے کے لئے محترم شیخ صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے اس میں ایک سے زیادہ محکمے involve ہیں اور جو جواب موصول ہوا ہے میں اس سے خود مطمئن نہیں ہوں تو

اس لئے اس کو اگر آپ منگل تک pending فرما دیں تو میں سمجھتا ہوں اس میں جتنے بھی محکمے involve ہیں، transport ہے، local government ہے، C&W ہے تو اس میں تینوں محکموں سے جواب موصول ہو جائے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ بہتر طور پر ایوان کے معزز اراکین کے نوٹس میں لایا جا سکے گا تو اس کو منگل تک آپ pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ مناسب ہے تاکہ اس کا جواب آ جائے لہذا اس کو منگل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

SHIEKH ALA-UD-DIN: Thank you Sir!

MR. ACTING SPEAKER: Thank you!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں شیخ صاحب کی تحاریک التوائے کار نمبر 347، 349 اور ایک 350 ہے تو یہ 350 کا جواب میرے پاس موجود ہے۔ یہ اس کو پیش کر دیں باقی جو دو ہیں ان کو next کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ شیخ صاحب 347 اور 349 جو ہے یہ منگل تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، جیسے آپ مناسب سمجھیں لیکن میری صرف ایک عرض ہے کہ یہ جو 347 ہے اس پر بہت ہی زیادہ، اس ملک اور قوم کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب چونکہ اس کام کو بہت سمجھتے ہیں کہ Liquidation Board میں جو کچھ ہوا ہے اس کے اوپر detail سے جواب لیں، اس کو pending کرنے پر مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور اوپر ہمارے جو صحافی بھائی بیٹھے ہیں ان کو اور اس معزز ایوان کو بھی میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے پاس یہ ثبوت ہے کہ آج تک ایک ایسی پراپرٹی کی bidding amount وہاں پر پڑی ہوئی ہے لیکن اس پارٹی کو نہیں بلایا گیا اور اپنے منظور نظر آدمی کو وہ پراپرٹی بیچی گئی ہے تو یہ بہت بڑا ظلم ہے اس کی Liquidation Board نے جتنی properties پچھلے دس سال میں بیچی ہیں ان کی ساری انکوائری ہونی چاہئے اور یہاں سے اس معزز ایوان کے کم از کم چار آدمی بیٹھنے چاہئیں اور میں ثابت کروں گا کہ اس میں کیا کچھ ہوا ہے۔ میں اب 350 پڑھوں جناب!

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میرا خیال ہے لاء منسٹر صاحب! بات ٹھیک ہے واقعی Liquidation Board کے اندر ہم بھی دیکھتے رہے ہیں اس کی ایک پوری رپورٹ آنی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا مفصل جواب جس طرح سے معزز رکن نے کہا ہے میں کوشش کروں گا کہ منگل تک موصول ہو جائے اور اس کے بعد اگر ہاؤس کی sense ہوئی تو اس پر کمیٹی بنا کر اس سارے معاملے کو چیک کر لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ، بالکل ٹھیک ہے ۔اب اسی طرح 349 بھی منگل تک کے لئے pending کی جاتی ہے اور اس سے پہلے میں چاہوں گا کہ ملک ندیم کامران صاحب، جو کمیٹی بنا کر ہم نے باہر بھیجی تھی وہ ذرا اس کی رپورٹ دے دیں۔

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے تحت ہم باہر گئے تھے اور students کے ساتھ ہماری بات ہوئی ہے اور اس کے بعد ہم نے ان سے request کی ہے کہ آپ یہ مظاہرہ ختم کریں اور انہوں نے ہمارے کہنے پر مظاہرہ ختم کیا۔اس کے بعد ان کے تین نمائندے لے کر ہم اسمبلی میں آ گئے تھے اور وہاں پر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کے ساتھ ان کی میٹنگ کروائی ہے اور وہ وہاں بیٹھے ہیں۔ابھی سیکرٹری ایجوکیشن بورڈ کو بلا لیا گیا ہے تاکہ ان کے ساتھ بیٹھ کر معاملہ resolve کیا جائے۔Thank you

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میں کمیٹی کا بھی بڑا شکر گزار ہوں کہ وہ گئے ہیں۔اب تحریک التوائے کار 350/08 شیخ علاؤالدین!

جناح باغ میں ہیلتھ کلب پر قبضہ کے خلاف
عوام میں اضطراب و بے چینی

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ جناح گارڈن (سابقہ لارنس گارڈن) میں ایک Free Health Club جو مشکل سے دو تین مرلے کے کھلے پلاٹ پر پچھلے 55 سال سے سیر کرنے والے لوگوں اور خاص طور پر نوجوانوں کو Health Care Exercise کی سہولت فراہم کر رہا تھا کو Cosmopolitan Club کی

انتظامیہ نے اپنے سرکاری اثر ورسوخ کو استعمال میں لاتے ہوئے ہیلتھ کلب کے منتظم رانا مختار اور اس کے بیٹے کے خلاف پرچہ درج کرایا اور ایف۔آئی۔آر میں انہیں قبضہ گروپ قرار دیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ رانا مختار کو باقاعدہ سیکرٹری agriculture نے تحریری اجازت دی تھی۔ہیلتھ کلب کا exercise کا تمام سامان وغیرہ اٹھا لیا گیا اور لوگوں کو ایک اچھی exercise سے نہ صرف محروم کیا گیا بلکہ سالہا سال سے سیر وورزش کرنے والے لوگوں میں اس مذموم کارروائی کی وجہ سے غم وغصہ اور نفرت کی فضا پیدا کی گئی۔ہیلتھ کلب کے خلاف اس ناجائز کارروائی کو فی الفور ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ کا تعلق بھی لاہور سے ہے آپ نے اس ہیلتھ کلب کو دیکھا ہو گا، وہ شخص کوئی پیسا نہیں لیتا پچپن، ساٹھ سال سے اس کا یہ شوق ہے اور Cosmopolitan Club کو وہاں سے ختم کر کے ان کے ساتھ یہ زیادتی کی گئی میں چاہتا ہوں کہ اس پر آپ بھی خصوصی توجہ دیں، اول تو نوجوانوں کو free exercise کے لئے ایسی جگہ ملتی نہیں ہے اور اگر کوئی آدمی اپنے طور پر یہ کام کرتا ہے تو اس کے ساتھ یہ سلوک ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق یہ فریقین کے درمیان کوئی تنازعے کی بات کی گئی ہے اور کہا یہ گیا ہے کہ قانونی چارہ جوئی چار ماہ قبل شروع ہوئی تھی اور اب اس میں راضی نامہ ہو گیا ہے اور دوسرا ہیلتھ کلب کو متبادل جگہ تجویز کر دی گئی ہے اور شیخ صاحب نے جس مقدمے کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق یہ ہے کہ یہ 20-06-2008 کو خارج ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس میں صرف لاء منسٹر صاحب کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جس طرح شیخ صاحب نے بھی ذکر کیا کہ لاہور سے تعلق ہے اور جب ہم لوگ باغ جناح میں جاتے تھے تو لاہور کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ بغیر کسی فیس کے یہ ہیلتھ کلب نوجوانوں کو services دے رہا تھا، آج کل جتنے بھی Health clubs ہیں وہ بہت زیادہ پیسے لیتے ہیں اور باغ جناح کے اندر یہ service ہو رہی تھی تو اس کو ذرا make sure کیجئے گا کہ متبادل جگہ کا جس طرح یہاں پر ذکر کیا گیا ہے وہ

دی جائے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب باغ جناح کے اندر سیر کے لئے ایک trackبنایا گیا تھا تو وہ ہیلتھ کلب کی جگہ اس track کے اندر آ رہی تھی لیکن اس کو اگر متبادل جگہ دے دی جائے تو یہ بہت اچھا ہو جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں شیخ صاحب نے جن حقائق کا ذکر کیا ہے اور جواب میں ان کے متعلق کوئی واضح مؤقف اختیار نہیں کیا گیا، اگر آپ اس میں مناسب سمجھیں تو اس کو منگل تک کے لئے pendingفرمادیں اور جو باغ جناح کا Administratorہے اس کو بلوا لیتے ہیں اور شیخ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کا بہتر طور پر حل نکالتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ منسٹر Agricultureبھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر زراعت، تعلیم، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم اور ترقی خواتین (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس بارے میں کل بات ہوئی ہے جن کے خلاف پرچہ درج ہوا تھا، وہ پرچہ تو خارج ہو گیا ہے، compromiseہو گیا ہے اور اس کے بعد withdrawہو گیا ہے، متبادل جگہ بھی فراہم کر دی گئی ہے، اب کوئی تنازع باقی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں پھر بھی بہتر ہے کہ ہم منگل کو ڈائریکٹر صاحب کو بُلا لیں، جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے اور بیٹھ کر اس ساری صورتحال کو completelyاسمبلی کے سامنے لے آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ جو بات جواب میں کہی گئی ہے کہ یہ معاملہ فریقین کے درمیان ایک دیوانی نوعیت کا جھگڑا ہے تو یہ مجھے doubtہے کہ یہ دیوانی نوعیت کا جھگڑا وہاں پر کس طرح سے ہو سکتا ہے؟ اس کو آپ pendingفرمائیں، اس کو ہم پوری طرح سے دیکھیں گے۔

شیخوپورہ پولیس قتل کے بااثر ملزمان کو گرفتار کرنے میں ناکام

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ منگل تک کے لئے pending کی جاتی ہے- اب تحریک التوائے کار نمبر 351/08 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے، یہ 06-08-08 کو move ہوئی تھی اور یہ پڑھ لی گئی تھی، اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ تحریک التواء کار نمبر 351/08 کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ مورخہ 26-06-2008 کو باحدرقبہ سیدپور ملیاں تھانہ صدر شیخوپورہ کی حدود میں ایک کس محسن کو رضاالحق وغیرہ نے قتل کر دیا جو وجہ عناد اسمبلی سوال زیر نظر اور رپورٹ ابتدائی میں تحریر ہے وہ دوران تفتیش سر دست درست ثابت نہ ہوا ہے تاہم ملزمان اسرار ولد رضاالحق اور فریاد علی ولد رضاالحق گرفتار ہو کر شامل تفتیش ہیں جب کہ دو ملزمان رضاالحق اور شہزاد نے اپنی ضمانت قبل از گرفتاری کروائی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جی، میں مطمئن ہوں۔

خوشاب میں بچی کے اغواء کے مقدمے میں ڈی۔ایس۔پی کی نامزد ملزم کی پشت پناہی کرنا

جناب قائم مقام سپیکر: she is satisfied تو اس لئے not pressed disposed of اب تحریک التواء کار نمبر 352/08 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک "موقر" اخبار کی رپورٹ کے مطابق خوشاب کی رشیداں بی بی نے اپنی بیٹی کے اغواء میں ملزم جمشید نواز کو نامزد کر کے ایف۔آئی۔آر تھانہ میں درج کروائی لیکن نوشہرہ سرکل کا ڈی۔ایس۔پی بااثر ملزم کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ایڈیشنل اے۔آئی۔جی

پنجاب کو بھی فدویہ نے درخواست گزاری لیکن تاحال کوئی شنوائی نہ ہوئی۔پولیس کی واضح عوام دشمن پالیسی کے باعث لوگوں میں محکمہ پولیس کے خلاف سخت نفرت بڑھتی جا رہی ہے۔اس قسم کے واقعات کی روک تھام کے لئے فوری طور پر کوئی موثراقدامات اٹھائے جائیں۔لہذااستدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کراس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ یہ ہے کہ مقدمہ نمبر 78 مورخہ 08-06-02 زیر دفعہ 365،ت پ تھانہ نوشہرہ ضلع خوشاب کے متعلقہ ہے۔مقدمہ ہذا مسماۃ رشیداں بی بی زوجہ محمد خان قوم اعوان سکنہ ڈھوک بھنڈت داخلہ ضلع خوشاب کے دیہات پر درج ہوا تھا جس میں مستغیث نے الزام لگایا تھاکہ ملزمان جمشید نواز وغیرہ نے اس کی دختر سعدیہ خان بعمر16 یا17 کو اغواء کر لیا۔مقدمہ کی تفتیش مقامی پولیس تھانہ نوشہرہ عمل میں لائی،دوران تفتیش نکاح نامہ مسماۃ سعدیہ خان ہمراہ محمد جمشید نواز پیش کیا گیا جو تصدیق کرنے پر درست ثابت ہوا نیز مسماۃ سعدیہ خان ازخود شامل تفتیش ہوئی جس نے بیان قلم بند کرایا کہ وہ عاقلہ اور بالغہ ہے اوراس نے اپنی آزادانہ مرضی سے محمد جمشید نواز کے ساتھ شادی کی ہے۔اس کو کسی نے اغواء نہ کیا ہے اور وہ اپنے خاوند کے ساتھ اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق زندگی بسر کر رہی ہے۔اس کی والدہ نے جو مقدمہ درج کروایا ہے وہ جھوٹ پر مبنی ہے اور صریحاً خلاف واقعات ہے، مابعد مبینہ مغویہ کو بعدالت جناب مجسٹریٹ خوشاب بمقام جوہر آباد برائے قلم بندی بیان زیر دفعہ 164 ضابطہ فوجداری پیش کیا گیا جہاں پر مورخہ 08-06-23 کو مجسٹریٹ کے روبرو اس نے اپنے سابقہ بیان کی تائید کی،قبل ازیں مذکوریہ نے مورخہ 08-05-31 کو بعدالت جناب محمد اسماعیل بسرا سول جج مجسٹریٹ درجہ اول فیملی جج کوٹ بھلوال کی عدالت میں بھی بیان قلم بند کروایا تھا کہ اس نے عاقلہ اور بالغہ ہونے کی حیثیت سے اپنی آزادانہ مرضی سے نکاح کر رکھا ہے،ان جملہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور تفتیش مقدمہ کو حقائق پر یکسو کرتے ہوئے مستغیثہ مسماۃ رشیداں بی بی کا بیان جس کی بناء پر مقدمہ درج ہوا تھا بے بنیاد پایا گیا لہذا مقامی S.H.O تھانہ نوشہرہ نے مقدمہ ہذا میں رپورٹ اخراج مرتب کی،تصدیق،تفتیش D.S.P/S.D.P.O سرکل مٹھہ ٹوانہ نے عمل میں لاتے ہوئے مقامی پولیس تھانہ نوشہرہ کی تفتیش سے اتفاق کیا لہذا تحریک التوائے کار میں لگائے گئے الزامات صریحاً خلاف حقائق ہیں۔D.S.P متعلقہ سرکل نوشہرہ نے قطعاً ملزم کی پشت پناہی نہ کی ہے۔یہ الزام

مذکورہ D.S.P کے خلاف بے بنیاد ہے۔ مقدمہ کی تفتیش غیر جانبدارانہ اور حقائق پر مبنی کی گئی ہے۔ اس قسم کے cases میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ جب وقوعہ ہوتا ہے تو اس طرح خبر اخبارات میں اسی طور پر آجاتی ہے لیکن اگر بعد میں جس طرح سے ملک کا قانون allow کرتا ہے اگر کوئی عورت عاقلہ اور بالغہ ہے تو اسے یہ حق ہے کہ وہ اپنی مرضی کے ساتھ شادی کر سکتی ہے تو اس بنیاد پر اس مقدمہ نے خارج ہونا ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

MR. ACTING SPEAKER: OK.This is disposed of as not pressed.

جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح کہ آپ کو پتا ہے کہ پورے پاکستان کے عوام نے کل یہ خوشخبری سنی کہ جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد نواز شریف نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم صدر پرویز مشرف جو کہ ایک غیر قانونی اور غیر آئینی صدر رہے کے خلاف مواخذہ لائیں گے تو پوری قوم نے اس فیصلے کو خوش آمدید کہا۔ ہم بھی اس ہاؤس کی طرف سے جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد نواز شریف کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور پنجاب کے عوام کی طرف سے ان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)

انہوں نے چند دنوں تک خود بھی نہیں رہنا اور ان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سینئر منسٹر صاحب! ایک منٹ۔ دیکھیں میں نے اس ہاؤس کو چلانا ہے let me tell جب آپ کی طرف سے کوئی بول رہا ہوتا ہے I make sure کہ وہاں سے کوئی نہ بولے تو اسی طرح سے اگر وہاں سے کوئی بات ہو رہی ہے بیشک اگر آپ کو وہ بُری بھی لگ رہی ہے but the thing is کہ مطلب یہ کہ جمہوری حق ہے اور اس ایوان کے اندر بات کرنے کا سب کو حق ہے تو اس لئے پلیز آپ بیٹھیں، وہ بات کر لیں پھر میں آپ کو floor دوں گا۔ جی سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پوری قوم جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد نواز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہے اور خراج تحسین پیش کرتی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں پنجاب کے عوام اور تمام دوستوں کی طرف سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ پرویز مشرف ہفتے والے دن تک استعفیٰ دے دیں اور اگر اس نے استعفیٰ نہ دیا۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: "گو مشرف گو"، "گو مشرف گو" (قطع کلامیاں)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جو آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر اس جگہ نعرہ لگاتے رہے آج اللہ کے فضل سے وہ وقت آگیا ہے کہ اب یہ مشرف جارہا ہے، اس کو کوئی نہیں روک سکتا اور یہ بیچارے بالکل نہیں روک سکتے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: "گو مشرف گو، گو مشرف گو"۔۔۔ (شور و غوغا)

MR.ACTING SPEAKER: Silence in the House. Let the Senior Minister talk.

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ ہمارے چند ساتھی جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں، یہ مٹھی بھر بھی نہیں ہیں۔ یہ اس کو اب نہیں بچا سکتے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: گرتی ہوئی دیواروں کو ایک دھکا اور دو۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک سیکنڈ ان کو ذرا بات کر لینے دیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اب وہ وقت آگیا ہے کہ پرویز مشرف کو ہر صورت جانا پڑے گا اور اس کو انشاء اللہ تعالیٰ اب کوئی نہیں بچا سکتا اور جو لوگ اس کی پیداوار ہیں وہ بھی اپنے بارے میں سوچ لیں کہ جس نے ان کو بنایا تھا وہ جارہا ہے اور اس کے جانے کے بعد یہ بیچارے اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے اور یہ سیاسی یتیم ہو جائیں گے اور ان کی اپنی سیاسی موت واقع ہونے والی ہے اور اس پرویز مشرف نے جتنا اس ملک کو نقصان پہنچایا ہے اور جتنا اس ملک کو کمزور کیا ہے اس کے باوجود آج وہ بھی ایوان صدر میں بیٹھ کر ان منتخب اداروں کے خلاف سازش کر رہا ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ پرویز مشرف اپنی سازشوں سے باز آجائے۔ اب اس کی کوئی سازش

کامیاب نہیں ہو گی اور مطالبہ کرتے ہیں کہ استعفیٰ دے کر عزت کے ساتھ گھر چلے جاؤ ورنہ تمہارا انجام ایسا ہو گا کہ پوری دنیا دیکھے گی۔ بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ! No cross talk پلیز بات کرنے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے سینئر منسٹر صاحب سے توقع تھی کہ وہ اس سے زیادہ maturity کا ثبوت دیں گے جیسے یہاں بات کر رہے ہیں اگر یہ بات کسی جلسہ گاہ میں کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ یہ پرویز مشرف کی بات تو بعد میں کریں گے انھیں تو چودھری ظہیر الدین فوبیا ہی ختم نہیں ہو رہا۔ پہلے اس فوبیا سے نکلیں اور فیصل آباد کی مقامی باتوں کو ختم کریں۔ بے شک impeachment ان ایوانوں کا حق ہے، یہ اسے لے کر آئیں۔ ہم بھی یہاں پر کھڑے ہیں ہم impeachment سے کون سا بھاگے جا رہے ہیں؟ فیصلہ ضرور ہو گا، اگر صدر مشرف جائے گا تو کچھ کو لے کر بھی جائے گا۔ جو NRO کے تحت لا سکتا ہے وہ انھیں اسی طرح اڑا بھی سکتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منڈا صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف! Please silence in the House. منڈا صاحب بیٹھئے قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): شکریہ۔ جناب سپیکر! جمہوری اداروں کے کام اور events پر مسلسل بات ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب جمہوری ادارے اپنا کام کر رہے ہوتے ہیں تو اس کے اندر impeachment اور vote of no confidence آتے رہتے ہیں اور پھر ان کا فیصلہ ہوتا ہے، یہ اس کے norms ہیں جس کے پاس اکثریت ہوتی ہے وہ جیت جاتا ہے۔ یہ جو ہلاکو کے انداز میں فتح کے شادیانے منانے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہلاکو والا کام بھی پورا کریں۔

1989 میں ہم بھی پنجاب میں اپوزیشن میں تھے، مرکز میں میاں محمد نواز شریف نے بینظیر کے خلاف vote of no confidence move کی تھی---

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ مجھے بات مکمل کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: Let him finish میں ان کی بات سن کر آپ کو موقع دیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): میں ایسے کیسے اپنی بات مکمل کروں گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: سینئر منسٹر صاحب! پلیز بیٹھیں۔ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چودھری صاحب اس وقت کس کے ٹکٹ پر منتخب ہو کر آئے تھے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): آپ نے کہا تھا کہ interfere نہیں کرنے دیا جائے گا تو یہ کیسے interfere کر رہے ہیں؟

MR. ACTING SPEAKER: Order in the House.

(اس مرحلہ پر حکومتی بنچز کی طرف سے "گو مشرف گو" کے نعرے لگائے گئے)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! اگر یہاں ہمیں بات نہیں کرنے دی جائے گی تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پھر کوئی بھی یہاں بات نہیں کر سکے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سارے دوست تشریف رکھیں۔ لنگڑیال صاحب! پلیز بیٹھیں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! آپ نے ہمیں کہا کہ وہ بات کر رہے ہیں آپ نہ بولیں اور جب آپ بات کر رہے ہوں گے تو میں ان کو بھی نہیں بولنے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی بالکل میں نے روکا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ آپ کے بس سے نکلتے جا رہے ہیں۔ میں بات کر رہا تھا کہ جب 1989 میں میاں محمد نواز شریف نے بینظیر کے خلاف vote of no confidence move کی تو وہ defeat ہوئی جو جیت گئے انھوں نے کہا کہ ہم جیت گئے

ہیں اور یہی انداز اختیار کیا جو ابھی یہاں دہرایا جارہا ہے-میری بہن نے کہا کہ انھیں ظہیر الدین فوبیا ہو گیا ہے- میں یہ بات واضح کرتا چلوں کہ ان کو ظہیر الدین فوبیا نہیں ہوا بلکہ اس کے علاوہ انھیں اور کچھ آتا ہی نہیں ہے-میں deliberately ان کی کسی بات کا جواب نہیں دے رہا- پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سیاسی بات نہیں کر رہے بلکہ ہمیشہ مجھ پر ذاتی بات کرتے ہیں لہذا مجھے وہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے- میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ---

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): آپ ڈر گئے ہیں-

MR. ACTING SPEAKER: No cross talk please.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): میں سیاسی اور شیعہ لیڈر ہونے کی وجہ سے بھی ان کا احترام کرتا ہوں-یہ بہت بڑے شیعہ لیڈر ہیں اور ان کے بہت بڑے کارنامے ہیں اس لئے میں ان کا زیادہ احترام کرتا ہوں-آج جو impeachment کی بات ہو رہی ہے---

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): یہ غیر پارلیمانی بات کر رہے ہیں-کسی کے مسلک پر بات کرنے کی اجازت نہیں ہے-یہ تو مذہب کو چھیڑ رہے ہیں-

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں-میں آپ کو floor دیتا ہوں-ابھی بیٹھیں-قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہیں ان کی بات کے دوران نہیں بولنا، ان کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا-بسرا صاحب! پلیز آپ بیٹھیں-لنگڑیال صاحب! آپ بھی بیٹھیں-میں آپ کو floor دیتا ہوں-

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): وہ انکار کر دیں کہ شیعہ لیڈر نہیں ہیں-میں تو شیعہ لیڈر ہونے کی وجہ سے ان کا احترام کرتا ہوں-میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ کل اعلان اسلام آباد ہوا ہے-ایک اعلان لندن ہوا تھا، ایک اعلان دبئی، ایک اعلان مری اور ایک اعلان اسلام آباد اور اب ایک اعلان لاتعلقی ہونا ہے-(نعرہ ہائے تحسین)

آپ اعلان لا تعلقی کے لئے تیار رہیں- ہم تو کہتے ہیں کہ یہ norms of the democracy ہے آپ ان کے خلاف impeachment کر رہے ہیں اگر آپ کے پاس تعداد ہے تو ان کو نکال دیجئے لیکن ہم ان کی support کریں گے، اگر ہم آپ کو defeat دے سکے تو دیں گے لیکن ان کو نکالے جانے سے پہلے آپ جو چھریاں کلہاڑیاں نکال رہے ہیں یہ کند ہیں یہ ہم پر استعمال نہیں ہو سکیں گی نہ آپ کو استعمال کرنے کی اجازت دیں گے بلکہ آپ کا ہاتھ پکڑیں گے اور آپ کے ہاتھ اپنے گریبانوں تک نہیں آنے دیں گے-

(حکومتی بنچز کی طرف سے جو "مشرف کا یار ہے وہ غدار ہے" کے نعرے لگائے گئے)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسرا(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے منڈا صاحب کو پہلے ٹائم دیا ہوا تھا۔جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! کل دو قومی رہنماؤں جناب آصف علی زرداری اور قائد محترم میاں محمد نواز شریف نے مشترکہ اعلامیہ میں جو اعلان کیا ہے۔وہ پورے 16کروڑ پاکستانی عوام کے دلوں کی دھڑکن اور ترجمانی ہے اس پر ہم انھیں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ان پاکستانی رہنماؤں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔میں اس موقع پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ یہ سیاسی یتیم جنھیں 18۔فروری کو پوری پاکستانی قوم مسترد کر چکی ہے کل کے مشترکہ اعلان کے بعد جب ایک غیر آئینی صدر کے خلاف impeachment ہو رہی تھی اس پر کل تو یہ خاموش تھے اور قرار داد پر ہمارا ساتھ دیا لیکن رات کو ان سیاسی یتیموں کی کلاس لی گئی تو آج پھر یہی لوگ objection کر رہے ہیں۔ہم نے پہلے بھی 18۔فروری کو ان کے ساتھ میدان لگا کر دیکھا ہے۔کل بھی جمہوریت کی فتح ہوئی تھی اور انشاء اللہ تعالیٰ اب بھی جمہوریت کی فتح ہو گی اور سولہ کروڑ عوام کی ترجمانی کرنے والی دو سیاسی جماعتیں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی اس غیر آئینی صدر جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کا مواخذہ بھی کریں گی، یہ تمام ججز بھی بحال ہوں گے اور اگر ہمارے راستے میں کوئی بھی ریت کی جھوٹی دیوار آئی تو پھر سولہ کروڑ عوام کا یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ان کو بہا کر لے جائے گا۔یہ سیاسی یتیم اور لوٹے اپنی موت کے قریب جا رہے ہیں۔انشاء اللہ فتح حق کی ہو گی، فتح عوام کی ہو گی۔بڑی مہربانی۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری شوکت محمود بسرا(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! جو اعلان اسلام آباد میں ہوا ہے اس سلسلے میں قائد ایوان اور حکومتی بنچز نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ 11-اگست بروز سوموار ایک قرار داد اس ایوان میں پیش کی جائے گی۔میں یہ بات اس لئے بھی کر رہا ہوں کہ آج قائد حزب اختلاف نے یہ گلہ کیا

تھا کہ کل جو قرارداد پاس ہوئی ہے اس کی انھیں proper اطلاع نہیں تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دن جب قرارداد پیش ہو گی اس کے حق میں بھی اور اپوزیشن سے جو ساتھی oppose کرنا چاہیں تو اس پر بھی بات کرنے کے لئے بڑا وقت ہو گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اگر آج اس debate کو allow نہ کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ لاء منسٹر صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے اور انھوں نے وقت سے پہلے بتایا تاکہ دونوں اطراف کے ساتھی اپنے اپنے سیاسی نقطہ نگاہ سے یہاں پر بات کر سکیں۔ کل کے اعلان اسلام آباد میں جو چیز miss ہوئی ہے میں چاہوں گا کہ آپ یہاں پر جو لانا چاہتے ہیں یا اعلان کرنا چاہتے ہیں اسے ضرور لایا جائے۔ انھوں نے تو صرف دو باتیں کیں اور غصے سے ایک نام لیا۔ میں چاہوں گا کہ جب آپ اس ایوان میں اعلان کرنے لگیں تو ان چیزوں کو شامل کر لیا جائے کہ ہم آٹے کی قیمتیں 2007 والی کر دیں گے۔ ہم گھی کی قیمتیں 2007 کی کر دیں گے۔ ہم دال کی قیمتیں 2007 کی کر دیں گے۔ ہم ڈیزل کو کسانوں کی پہنچ میں کر دیں گے۔ ہم کسانوں کے ٹریکٹروں کو چالو کر دیں گے اور ہم کھاد کی قیمتیں 2007 کی لے آئیں گے، ہم کسانوں کا گلا نہیں دبائیں گے اور کسانوں کو سانس لینے کی مہلت دیں گے۔ یہ آپ 11 تاریخ کی قرارداد میں شامل کر لیجئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ آج جمعہ کا دن ہے اور جمعہ کی نماز سے پہلے اجلاس کو ختم کرنا ہے لہذا اب آپ مجھے سرکاری کارروائی مکمل کر لینے دیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: please، آپ بیٹھیں۔ میں آپ کو منگل کو وقت دوں گا۔ بسرا صاحب! بات کو سن لیتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بڑی important بات ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ 2008

جناب قائم مقام سپیکر: آپ please بیٹھ جائیں۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر حسب ذیل کارروائی ہے:۔

MR. ACTING SPEAKER: Now, we take up "The Punjab Pension Fund (Amendment) Bill, 2008." (Bill No.4 of 2008).Minister for Law!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب اس وقت تقریباً ایک بج کر 10 منٹ ہو چکے ہیں اور جمعہ کی نماز کا وقت بالکل قریب ہے لہذا میرا خیال ہے کہ ہم اس کو منگل پر لے جاتے ہیں۔ یہ سرکاری Bill اس دن take up کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی amendment نہیں ہے۔ It will take two minutes only.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس میں ہماری طرف سے کوئی amendment نہیں دی گئی بلکہ ہم اسے support کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کا انتہائی مشکور ہوں کہ انھوں نے اس سلسلے میں co-operation کی یقین دہانی کروائی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، please move کریں۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move that:-

> "The Punjab Pension Fund (Amendment) Bill, 2008 (Bill No.4 of 2008)".as recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once."

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is that:-

"The Punjab Pension Fund (Amendment) Bill 2008" as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once. Since there is no amendment in it,

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Pension Fund (Amendment) Bill, 2008 as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

CLAUSE-2

MR. ACTING SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Now clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill''

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-5

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-6

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-7

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-8

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

MR. ACTING SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER OF LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Pension Fund (Amendment) Bill, 2008 be passed"

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is :

"That the Punjab Pension Fund (Amendment) Bill, 2008 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Pension Fund (Amendment) Bill, 2008 be passed"

(The Bill was passed)

آوازیں: جناب سپیکر! Unanimously passed.

MR. ACTING SPEAKER: Yes, Unanimously passed.

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیر قانون صاحب کو Bill پاس ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں۔اس کے ساتھ ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ میں نے پہلے بھی on the floor of the House کہا تھا کہ اگر آپ جمہوریت کی طرف ایک قدم اٹھائیں گے تو ہم دس قدم آپ کے ساتھ اٹھانے کے لئے حاضر ہیں۔ میں صرف comments کرنا چاہوں گا کہ Special Committee میں ہماری amendments, changes کو consider کیا گیا۔اس کے بعد یہ بل ہاؤس کے floor پر آیا ہے۔اسی لئے ہم نے اس پر اپنی دی ہوئی تمام ترامیم کو withdraw کیا ہے تاکہ یہ جمہوری عمل چلتا رہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ اس جمہوری عمل کے چلنے میں مدد کر رہے ہیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! ہمارے قائدین میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور جناب آصف علی زرداری نے قوم کو جو کل declaration دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تاریخی اہمیت ہے۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف ایک step ہے۔ ہم اُس وقت دم لیں گے جب Constitution of Islamic Republic of Pakistan کے Acticle-6 کے تحت high treason کا case چلے گا۔ جس جرنیل نے Constitution کے ساتھ کھیل کھیلا ہے اسے عدالت کے کٹہرے میں لایا جائے گا اور قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ (ق) لیگ کے ہمارے جو قابل احترام بھائی ہیں ان کے پاس پچھلے گناہ بخشوانے کا ابھی وقت ہے، اب

بھی یہ سوچ لیں۔ میرا خیال ہے کہ آدمی سے غلطی ہو جاتی ہے لیکن اگر صبح کا بُھولا شام کو گھر آ جائے تو اسے بُھولا نہیں کہتے۔اگر یہ اب بھی راہ راست پر آ جائیں تو ہم ان کو welcome کہیں گے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ابھی قائد حزب اختلاف نے 2007 کی prices کے حوالے سے بات کی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انھوں نے 2007 میں 2006 کی قیمتیں رکھی تھیں اور 2006 میں 2005 کی قیمتیں رکھی تھیں ؟اب جو ہمیں یہ مشورہ دے رہے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسا کہ جمعہ کا وقت قریب ہے اور ہاؤس کی کارروائی بھی کچھ دیر میں ختم ہو جائے گی۔ میں آپ کی توجہ ایک بہت ہی اہم معاملہ کی طرف دلانا چاہتی ہوں، وہ یہ ہے کہ یہ اگست کا مہینہ ہے اور 14۔اگست بالکل نزدیک ہے۔چند دن رہ گئے ہیں۔ ہم بحیثیت پاکستانی یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان ہے تو ہم ہیں باقی سب چیزیں بعد میں ہیں۔ ہمارا کس پارٹی سے تعلق ہے، کس سے نہیں ہے وہ ایک الگ issue ہے۔اس میں ہم اپنی وفاداریاں ثابت کرنے کے لئے بڑے جوش و خروش اور بڑے جذبوں سے کام لے رہے ہوتے ہیں۔ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے بھی ہم بڑا زور و شور اور جذبہ دکھا رہے ہوتے ہیں لیکن ہم 14۔اگست کو بُھولے بیٹھے ہیں کہ جس وجہ سے آج ہم اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے اتنی باتیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! 14۔اگست کو منانے کے لئے اس اسمبلی میں بھی کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے۔اس کے لئے سوچا جائے، یہ معاملہ کمیٹی کو refer کیا جائے۔ مجھے ٹیلیویژن کے ایک پروگرام میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کے بہت بڑے بڑے جھنڈے بنائے جا رہے ہیں۔یہ ایک ریکارڈ ہے کہ اتنا بڑا جھنڈا اس سے پہلے نہیں بنا۔ مجھے یہ جان کر بھی حیرت ہوئی ہے کہ یہ جھنڈے جو شخص بنا رہا ہے وہ اسمبلی ہی کا ایک کارکن ہے ۔میں سمجھتی ہوں کہ اس کے ان جذبوں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔جب تک ہم اس جذبے اور جوش کو برقرار نہیں رکھیں گے اس وقت تک ہم بہتر پاکستانی نہیں بن سکتے۔ میری آپ سے التماس ہے کہ اسمبلی کو سجانے کے لئے جھنڈوں کا انعقاد بہتر انداز میں کیا

جائے۔ایک اور اہم نکتے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ کل جو لوگ باہر احتجاج کے لئے آئے تھے ان کو پولیس نے بڑی بے دردی سے مارا تھا اور آج بھی کچھ لوگ، کچھ بچے اپنا issue لے کر آئے ہیں۔ہمیں کچھ نہیں بتایا گیا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔وہ بچے اور وہ لوگ اس لئے آئے کہ ہم یہاں پر اس منصب پر اسی لئے بیٹھے ہیں کہ لوگوں کو relief دیں۔ہمیں ان کی بات پہلے کرنی چاہئے ورنہ چراغ تلے اندھیرے والی بات ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔جناب سپیکر! میں آج کے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ ایک اہم بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس دنیا کی تاریخ پر اگر آپ نظر ڈالیں تو بہت سے ڈکٹیٹر گزرے ہیں اور ان ڈکٹیٹروں میں خوبیاں اور خامیاں ہمیشہ ہوتی رہی ہیں لیکن ہر ڈکٹیٹر اپنے دور میں یہ سمجھتا رہا ہے اور اس کے حواری لوگوں کو باور کرانے میں کامیاب بھی ہوتے رہے ہیں کہ اگر میں نہ رہا تو یہ ملک نہیں رہے گا، یہ سسٹم نہیں رہے گا بلکہ میں ہی اس ملک کا، اس سسٹم کا سہارا ہوں۔جنرل ضیاء الحق کے دور میں کچھ پارٹیاں اس کے ساتھ تھیں اور اس کی وجہ سے وہ کچھ لوگوں میں یہ باور کروانے میں کامیاب رہا کہ میں اس ملک کو بچا رہا ہوں۔اس نے نظریاتی سرحدوں کا ایک fake سا idea دیا اور بہت سے اور کام بھی اس killer نے کئے لیکن جو موجودہ dictator ہے اس کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ اتنا بد قسمت انسان ہے جس کی اپنی زندگی میں ہی لوگ یہ کہنا شروع ہو گئے ہیں اور دوسرا جو بات میں پہلے کہنا چاہ رہا تھا وہ یہ ہے کہ اس کی زندگی میں تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ملک شاید اس کی وجہ سے بچا ہوا ہے لیکن جب وہ چلا جاتا ہے تو لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ اس dictator کے ہوتے ہوئے ملک قائم کیسے رہا۔مثلاً ضیاء الحق جب چلا گیا تو لوگ کہتے تھے کہ یہ ہیروئن لایا، کلاشنکوف لایا۔پتا نہیں اس بد قسمت انسان کے ہوتے ہوئے یہ ملک قائم کیسے رہا لیکن موجودہ dictator ایسا شخص ہے جس کی زندگی میں ہی لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے یہ ملک قائم کیسے ہے؟ اس کے جو کالے کرتوت ہیں آپ خود دیکھ لیں، اپنے ملک کو اگر ہم East میں دیکھتے ہیں تو وہاں border پر wire لگی ہوئی ہے۔اگر ہم چین کی طرف دیکھتے ہیں تو وہاں پر ہمالیہ کھڑا ہے۔اگر ہم ایران کی طرف دیکھتے ہیں تو وہاں پر اس کے دور میں دیوار بننا شروع ہوئی تھی اور اگر ہم افغانستان کی طرف دیکھتے ہیں تو وہاں پر ان کے چہیتے شوکت عزیز بنکر نے جس کا ابھی نام و نشان بھی نہیں مل رہا جس کا پاکستان میں بھی پتا نہیں ہے بلکہ پوری دنیا میں بھی

پتانہیں ہے اور ادھر سے وہ بھاگ چکا ہے۔اس کے دور میں اس نے یہ idea دیا تھا کہ ڈیورنڈ لائن کے اوپر وائر لگائی جائے۔۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز اراکین سے یہ گزارش ہے کہ خاموشی اختیار کریں۔ order in the House.

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: اس پورے ملک کو وہ ایک close country میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور ایک شخص جس کی زندگی میں ہی یہ باور ہوا ہے اور جس کے اپنے حواری ابھی شرمائے شرمائے نیچے دیکھتے ہیں۔ان کے ہوتے ہوئے انشاء اللہ 14۔اگست کو ہم محترمہ کو اور سب کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم genuine پاکستان کی آزادی کا دن منائیں گے۔اس وقت اس ملک کے عوام اصل حاکم ہوں گے اور East India Company کے ان کالے انگریزوں کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیں گے اور اس ملک میں انشاء اللہ قانون کی حکمرانی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔بہت شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: یہ جو سٹیل مل بیچنے والے لوگ ہیں یہ میراتھن ریس کروانے والے، یہ اپنے کلچر کا مذاق اڑانے والے اور اس ملک کے بنکوں کو کھانے والے، آٹا چھپانے والے یہ گندم کے سمگلر جنہوں نے خزانہ خالی کیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جمعہ کا وقت ہو گیا ہے please wind up کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: ان کو ہم 14۔اگست کو دفن کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 11۔اگست 2008 سہ پہر 3 بج کر 30 منٹ تک ملتوی کیا جاتا ہے۔